خونی جورو

از

مرزا رسوا صاحب بی اے پی ایچ ڈی اینڈ ڈی او ایس

ایک لاحکمی فرقہ کی عورت اپنی سازشوں کی تکمیل کیلئے ایک کرنیل کو
اپنے دام گیسو میں گرفتار کرتی ہے اور پھر اشتراکیت پھیلانے
کیلئے اپنی ذہانت اور طباعی کے جوہر دکھاتی ہے جس سو
پیچھے پڑتے ہیں قتل عمد کے جرم کا ارتکاب عاید ہوتا ہے
لیکن اپنی چالاکی سے بچکر صاف نکل جاتی ہے پولیس
ہاتھ ملتے رہ جاتی ہے۔

جسے باخذ حقوق [illegible] منیجر ناول ہوس لکھنؤ نے شائع کیا

مطبوعہ [illegible] پریس لکھنؤ

بار اول

قیمت

۱۹۲۸

علمی ادبی اخلاقی ناولون کی فہرست مفت

بوالہوس بنگالی

ایک بوالہوس بنگالی کی شہوانی ناکامیاب کوششون کا ہمت شکن انجام بار بار درجوب تانک سمائی اور پھر ناکام واپسی۔ ایک عجیب وغریب ظریفانہ رنگ مین ہو پڑھکر دیکھیے اور ہنستے ہنستے لوٹ جائیے۔ دلچسپ نتیجہ خیز ناول ہو قیمت ۴ر

بچھڑون کا ملاپ

ایک شیر خوار بچہ کا دریا مین بہتے ہوے جانا والدین کا رو پیٹ کر صبر کر لینا۔ بعد کو ایک کتے کا بچہ کی جان بچانا۔ ایک دولتمند اور شریف خاندان مین بچہ کا پرورش پانا مدت کے بعد اپنے والدین سے ملنا والدین کی مسرت۔ دلچسپ ناول ہو قیمت ۴ر

لاڈو بیگم

لاڈو بیگم کے روزانہ نئے چوچلے بدمزاجی اور جھلے پن کا انجام۔ لاڈو بیگم ذات پات صورت شکل کی بری نہتی گھر بھرا پُرا تھا لیکن اُس کی بدمزاجی نے گھر کو دوزخ کا نمونہ بنا دیا۔ زمانہ کی گردش نے چونکا دیا اب جو ہوش آیا تو لاڈو بیگم کی قلب ماہیت ہوگئی ہے قیمت ۲ر

دردِ عشق

عشق ومحبت کے دو قصے جو ایک ساتھ شروع ہو کر ایک ساتھ اپنے انجام پر ختم ہوتے ہین نہایت پاکیزہ ناول ہے قیمت ۴ر

پاربتی

ایک وفادار لڑکی کا افسانۂ محبت قیمت ۴ر

ہوائی بندوق

ایک انوکھی ہوائی بندوق کا راز قیمت ۲ر

صدیق بکڈپو لکھنؤ

مؤلفہ

مرزا رسوا صاحب بی اے

ڈاکٹر آف فلاسفی، پی ایچ ڈی اینڈ ڈی او ایس

مطبوعہ مجتبائی پریس لکھنؤ

ب نہایت قدر سے عجائب خانہ بھیجی جاتی ہیں ۔ اسی درمیان میں ایک وحشی لڑکا
نے پالک تھا۔ اس کی وحشیانہ وفاداری جنگلوں تلاش کرتے پھرنا اور پھر غائب
ا معشوقہ کی عزیز جو بے نصیب معشوقہ کے دفن کا باعث ہوئی تھی ۔ آوارہ عاشق
اتفاقاً ملتی ہے اور کسی قدر اُن کے حال پر افسوس کرتی ہے ۔ اُن کو اس کی ذات سے
ہوتی ہے ۔ انتہائی مجبوری میں اُس سے ملنے جاتے ہیں ۔ دفعتاً اُس کے جانے
پڑتی ہے ۔ رہی سہی اُمید کا بھی خاتمہ ہو جاتا ہے اور اُسی کے ساتھ اُن کا بھی
ہوتا ہے ۔ صفحہ ۲۶۴ قیمت ۳ ؍
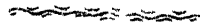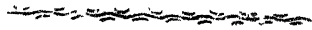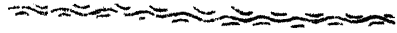
ملک فارس مین ایک شخص مزدک نامی کیقباد بادشاہ کے زمانہ مین پیدا ہوا تھا۔ یہ شخص اچھا خاصہ پڑھا لکھا آدمی تھا اور پارسیون کے مذہبی پیشوا کے فرقہ مین سے تھا جن کو موبد کہتے ہین۔ اس شخص کا دعوی یہ تھا کہ مین مذہب زردہشت (زردشت) کے مذہب کے پیغام کے لیے خدا کی طرف سے بھیجا گیا ہون اور ژند کا مطلب جو کچھ مین بیان کرتا ہون وہ اگرچہ جمہور موبدین کے خلاف ہے لیکن وہی صحیح ہے۔

یہ کہتا تھا کہ دولت اور عورت کسی خاص شخص کی ملکیت نہین ہو سکتی۔ ہر شخص کو ہر ایک کے مال اور عورت پر تصرف جائز ہے۔ یہ بڑی بے انصافی ہے کہ ایک شخص مفلس ہو اور دوسرا تونگر حالانکہ دونون آدمی مساوی حقوق لے کر دنیا مین آئے ہین اسیطرح یہ بھی ظلم ہے کہ ایک کی عورت بدصورت اور دوسرے کی خوبصورت ہو اکثر اشخاص اس کے مرید ہو گئے تھے۔ یہان تک کہ بادشاہ کیقباد نے بھی اس کے مذہب کو قبول کر لیا تھا۔ البتہ کیقباد کا بیٹا نوشیروان اس کے مذہب کا سخت مخالف تھا۔ نوشیروان کے نزدیک مزدک کی منطق بالکل غلط تھی۔ لیکن مزدک اپنے دعوے کے ثبوت مین خشت آتش فشان کی شہادت پیش کرتا تھا جب آتشکدہ مین جا کے دریافت کیا جاتا تھا کہ مزدک جو کہتا ہے وہ صحیح ہے تو آتش کی طرف سے مزدک کے موافق آواز آتی تھی۔ کیقباد اس کو آسمانی آواز خیال کرکے مزدک کے بیہودہ قول کی تصدیق کرتا تھا جب مزدک نے چاہا کہ شاہی خزانہ اور محلات نوشیروان کی مان بہن پر تصرف کرے تو نوشیروان نے سخت ممانعت کی کیقباد نے نوشیروان کو اس مذہب کے قبول کرنے پر مجبور کیا۔ اور قتل کی دھمکی دی۔ آخر نوشیروان نے چالیس دن کی مہلت لی جب چالیسواں دن ہوا تو کیقباد نے نوشیروان کے قتل کا

حکم دیا۔ نوشیروان کو قتل کرنے کے لئے جلاد کھینچ کے لیچلا۔ نوشیروان نے تخت شاہی کو مضبوط پکڑ کے یہ عذر کیا کہ ابھی میری مہلت کا زمانہ ختم نہین ہوا۔ آج شام تک میری مدت ختم ہو جائیگی۔ بعض اراکین سلطنت بھی نوشیروان کے ہم آواز تھے۔ اس لئے نوشیروان کو دن کی مہلت دی گئی۔ اور کہا گیا کہ اگر کل تک تم نے یہ مذہب قبول نہ کیا یا کوئی عذر معقول پیش نہ کیا۔ تو کل ضرور قتل کئے جاؤگے۔ نوشیروان اپنے مقام پر آیا لیکن سخت تشویش مین تھا کہ اُسی دن شام کو ایک بڑا موبد شیراز سے نوشیروان کے پاس آیا۔ نوشیروان کو تسلی دی اور کہا کہ آپ مطمئن رہین مین کل اس جھوٹے پیغمبر سے مناظرہ کرونگا۔

دوسرے دن دربار مین وہ موبد نوشیروان کے ساتھ گیا۔ دیکھا کہ مزدک بادشاہی تخت سے بھی ایک اونچی کرسی پر بڑے کروفر سے بیٹھا ہے۔ موبد نے مناظرہ کی درخواست کی مزدک نے بے پروائی سے کہا کہ جو جی چاہے پوچھ۔ موبد نے کہا کہ مناظرہ کی یہ شان نہین ہے کہ ایک شخص بلند اور دوسرا پست مقام پر بیٹھے۔ تو کیا موید ہے کہ آداب مناظرہ سے بھی واقف نہین ہے۔ اہل دربار نے بھی موبد کے قول کی تائید کی آخر مزدک کو نیچے اُتر کے بیٹھنا پڑا۔ موبد نے کہا کہ تیرا دعوی ہے کہ ہر چیز پر ہر شخص کو برابر کا حق حاصل ہے۔ دولت ہو خواہ عورت۔ اس صورت مین سلطنت جو کیقباد کے بزرگون نے سخت محنت اور جانفشانی سے حاصل کی ہے اُس پر تیرے قول کے بموجب نہ کیقباد کو حق ہے نہ اُس کی اولاد کو۔ اس صورت مین سلطنت آل ساسان سے فوراً منتزع ہو کر ایک ادنی شخص کو رعایا سے مل سکتی ہے اور اس سے جو برہمی ملک مین پیدا ہوگی وہ ظاہر ہے۔ پھر اگر عورتون کو سب کو برابر حق ہو تو یہ کیونکر معلوم ہو کہ فلان شخص فلان کا بیٹا ہے اور اُس سے توارث مین کیسی خرابیان پیدا ہون گی۔ پھر تیرے قول کے بموجب دولت یا عورت پر ہر شخص کا مساوی حق ہو تو آن واحد مین دولت یا عورت کے متعدد اشخاص مدعی ہونگے اور ظاہر ہے کہ اگر ایک کو تصرف کا حق دیا جائے اور دوسرا محروم رکھا جائے تو ترجیح بلا مرجح لازم آئےگی اور یہ محال ہے۔ اس مناظرہ مین مزدک کو شکست فاش ہوئی۔ کوئی جواب نہ دیسکا۔ اور انتزاع سلطنت کے خوف سے کیقباد کے تیور بھی بدل گئے۔ اب مزدک کو سوائے اس کے کوئی چارہ نہ رہا کہ تم میری بات نہین مانتے تو چلو

خفت آتش سے دریافت کرلو۔ دوسرا دن اس استشہاد کے لیئے مقرر ہوا۔ موبد نے رات کو نوشیروان
سے کہا کہ کل یہ خود کیقباد کے قتل کا قصد کریگا۔ اس زمانہ مین یہ قاعدہ تھا کہ کوئی شخص آتشکدہ
مین ہتیار بندہ نہ جاسکتا تھا مگر نوشیروان حسب ہدایت موبد موصوف چند جان نثارون کو چھپی
ہوئی تلوارون کے ساتھ آتشکدہ مین لیتا گیا۔ جب حضرت آتش سے مزدک اور موبد کے درمیان
محاکمہ کرنے کی درخواست کیگئی تو یہ جواب ملا کہ مجھکو جواب دینے کی ضرورت ہوگی جبکہ بادشاہ کا
جگر مجکو کھلایا جائے۔ تو جواب دونگا۔ فوراً مزدک کے فرمانبردار کیقباد کو پکڑنے لگے۔
اُسوقت نوشیروان کے جان نثارون نے کیقباد کو اُن سے چھڑا لیا۔ مزدک کی جماعت اور
شاہی طرفدارون مین سخت جھگڑا ہو گیا۔ آخر سب آتشکدہ سے بے نیل مرام واپس آئے۔
موبد نے نوشیروان سے کہا کہ آتشکدہ سے جواب آنے کے راز کی تفتیش کرنا چاہیئے۔
نوشیروان نے اپنے گوئندون سے [illegible] تجسس کے بعد مزدک کے ایک غلام کو بلا لیا اُس سے
پتہ چلا کہ شہر سے دو میل کے فاصلہ پر ایک مکان سے آتشکدہ کے نیچے تک سرنگ بنائی
گئی ہے اور آتشکدہ مین اس سرنگ سے ایک چھوٹا سا سوراخ ہے اُس کے پاس مزدک
کے حکم سے ایک شخص بیٹھا ہے اور وہی سوالون کا جواب دیتا ہے۔ اس راز سے کیقباد کو بھی
آگاہ کیا لیکن مزدک کے تابعین کی کثرت سے مفسدہ کا اندیشہ تھا۔ مصلحت ٹھہری کہ دوسرے
دن موبد نے خواہ مخواہ مزدک کا الزام قبول کر لیا۔ اور اپنے کو لاجواب ظاہر کرکے رات کو فرار
ہوگیا۔ دوسرے دن نوشیروان نے مزدک کے مذہب کے قبول کرنے کا اعلان کیا۔
مزدک نے کہا کہ مین اس مذہب کی اشاعت کرونگا اس لئے مناسب ہے کہ ایک جسٹر اس فرقہ
کے اشخاص کا بنایا جائے۔ تاکہ مجکو اپنی قوت معلوم ہو۔ دوسرے ایک دعوت کا سر انجام کیا
جائے اور سب مزدکی مدعو کئے جائین کھانے کے بعد مین انعام اور سلاح تقسیم کرونگا۔
فہرست رجسٹر تیار ہوئی تو معلوم ہوا کہ دس ہزار شخص اس مذہب مین آچکے ہین نوشیروان
نے ایک دن مقرر کرکے سب کو طلب کیا۔
ایک بہت بڑا میدان [illegible] سے [illegible] دس ہزار گڑھے کھدوائے
[illegible]

جب مزدکی جمع ہوگئے تو نوشیرواں ایک ایک کرکے سب کو ملاتا تھا اور سر تلے ٹانگیں اوپر کرکے زندہ درگور کر دیتا۔ جب سب فی النار ہو چکے۔ تو مزدک کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر بڑے تپاک سے اُس میدان میں لیگیا اور اُس اونچے چبوترہ پر اُس کو بھی زندہ درگور کیا۔

یہ ہی ابتدا اُس فرقہ کی جس کو لاحکمی یا مذہب اباحت یا قرمطی کہتے ہیں اس فرقہ کا دوسرا نام سوشلزم ہے جو نئے نئے پیرایوں سے دنیا میں ظاہر ہوا کرتا ہے۔ درحقیقت یہ فرقہ دشمن تمدن و تہذیب ہی ہے یہ لوگ انواع و اقسام کے فریب دیتے ہیں خدا ان کے فریب سے محفوظ رکھے مذہب اباحت جس کو سوشلزم کہتے ہیں۔ اس کی ابتدا فارس میں کیقباد بادشاہ کے وقت سے ہی کیقباد چھٹی صدی عیسوی میں تھا۔

کیقباد کے بیٹے نوشیرواں عادل نے اس مذہب کا حتی الامکان استیصال کیا۔ گو مزدک اس مذہب کا بانی قتل ہوا۔ لیکن اس کی جورو خرم دینہ بھاگ نکلی تھی اُس نے اس مذہب کی پھر اشاعت کی خرم دینہ سے لفظ قرمطی تعریب کرکے نکالا گیا اس مذہب کے پیرو قرامطہ کے نام سے مشہور ہوئے۔ ہر زمانہ میں اس مذہب نے ایک نیا رنگ بدلا اور مختلف صورتوں سے ظاہر ہوتا رہا۔ لاحکمی مذہب اسی سے نکلا ہے۔

مرزا اصفہانی [illegible]

خونی جورو

باب ۱

کڑاکے کے جاڑے ہین۔ پارہ صفر سے ۵ درجہ نیچے اُتر گیا ہے اس جاڑہ کا اندازہ گرم ملک کے رہنے والے ہرگز نہین کرسکتے۔ ہم دری پوستینون مین ہاتھ پڑے ہوے ہین اکسپرس معمولی چال سے کچھ تیز رفتار کے ساتھ جرمنی کے آخری اسٹیشن پوزنس کے قریب پہونچ رہی ہے۔ اتنے مین ریل کی سیٹی ہوئی مسافرون نے بسترون کو باندھنا اور اسباب کو سنبھالنا شروع کیا جیبون سے ٹکٹ اور پاسپورٹ (پروانۂ راہداری) نکلنے لگے۔

کرنل ہالک دوڑتی نظر یا۔ کھڑکی کے باہر جنگلی نظارون سے ابھی سیر نہین ہوئین۔ ایک فوجی افسر قد بالا چہرہ کتابی چہرہ بڑی بڑی مونچھین۔ اکا دُکا سیاہ بال جوانی کی یادگار ابھی تک نمایان تھے۔ بھنوین بھوری بھوری اُن کے نیچے بڑی بڑی آنکھین جن کی نگاہین ہر چیز پر ابتک تیز تیز پڑتی ہین۔ دیکھنے والون کو ایک بجلی سی چمکتی نظر آجاتی ہے۔ یہ وہ نگاہین ہین جو نہ کبھی تلوار کی چمک سے جھپکین نہ حریف سے جھجکین۔ ہان دیکھنا یہ ہے کہ حسن عالم فریب پر یہ نگاہین کس انداز سے پڑتی ہین اور ابھی تک کسی فتنۂ عالم خاتون کی نیچی نظرون سے کیونکر متاثر ہوتی ہین۔

جب ٹرین اسٹیشن پر پہونچ گئی مسافر [illegible] سے اُتر کر پلیٹ فارم پر ٹہلنے لگے۔ کچھ مسافر [illegible] اسباب اُتروانے لگے۔ کرنل صاحب [illegible] اسباب کو [illegible] مین جانے کی ہدایت کرکے پھر واپس آئے۔

پلیٹ فارم پر پوری چہل پہل ہے - ابھی حاضری کے وقت مین چند منٹ کی دیر ہے - اس اثنا مین ایک آفت روزگار غارت گر ہوش سے سامنا ہو ہی گیا - ایک سراپا ناز و انداز سامنے سے آتی ہوئی نظر آئی - کون ایسا دل ہو گا جو ان نازک ہاتھون سے ہاتھ ملانے کی آرزو نہ رکھتا ہو - ہمارے کرنل صاحب رزم مین جیسے زور آور اور سخت تھے اُسی نسبت سے بزم مین کمزور اور نرم تھے - حسن پرستی اُنکا مذہب تھا - عشق اُن کی طینت تھی - اُس زاہد فریب نے دو لفظی معافی مانگنے کے بعد نہایت تپاک سے ہاتھ ملایا اور ہاتھ ملاتے ہی بیچارے بھولے بھالے سپاہی کا دل اُس بیداد کش کی مٹھی مین تھا اور لیڈی صاحبہ کرنل صاحب کی آغوش مین -

لیڈی - آپ مجکو نہین جانتے لیکن کپتن برڈ سے شاید واقف ہون گے؟ -

کرنل - (ذرا چونک کے) کون کپتن برڈ جو فلاڈلفیہ (امریکہ) کے [illegible] نہین تھے -

لیڈی - جی ہان وہی کپتن برڈ -

کرنل - (اچھل کے) آہا! وہ تو میرے قدیم رفیق ہین - [illegible] بزم مین میرا اُنکا ساتھ رہا - وہ تو میرا خاص دوست ہے - البتہ [illegible] سال سے میری اُن کی خط و کتابت [illegible] نہین ہوئی آخر وہ کہان ہین -

لیڈی - امریکن فوج سے علحدہ ہونے [illegible] کئی ہفتے پیرس مین بسر کیئے اور [illegible] مصر مین چلے گئے - وہان [illegible] خدمت پر [illegible]

[illegible]

کرنل - تو کیا آپ [illegible] صاحبہ ہین -

لیڈی - [illegible]

کرنل - [illegible] قطع کر دیا تھا -

[illegible]

[illegible]

کرنل - [illegible]

لیڈی۔ مجھے آپ سے اس سے زیادہ کی اُمید ہے۔ اسی لیئے مین کل سے اس اسٹیشن پر
آپ کے انتظار مین تھی۔
کرنل۔ آپ اور میرا انتظار خود آپ کے انتظار مین خدا جانے کتنی آنکھین پتھرا گئی ہونگی
مجھے کپتان برڈ کی خوش قسمتی پر رشک کرنیکا یہ پہلا موقع ملا ہے۔ بلکہ
لیڈی۔ (بات کاٹ کے) مین آپ کی اس ستائش گری کا شکریہ ادا کرتی ہون "بلکہ" سے
جو سلسلہ کلام شروع ہوجاتا اُس کی طوالت سے خوف کرکے مین نے قطع کلام کی جرأت کی
ہے۔ اس کی معافی چاہتی ہون۔ اُمید کہ آپ مجھ کو عرض حال کی اجازت دین گے کیونکہ
مذاق کی باتون کے لیے نہ دن اور دو راتین جو ریل پر گذرنے والی ہین وہ بہت کافی ہین
کرنل۔ آپ باتین کرنے بلکہ آپکے پیارے پیارے لطفے سننے کے لیئے برسون کی مدت بھی کافی
نہین ہے۔ اچھا اب فرمایئے مین آپ کی کیا خدمت کرسکتا ہون۔
لیڈی۔ دیکھئے ذرا انکار نہ کردیجیئے گا ورنہ مین کہین کی نہ ہون گی۔
کرنل۔ (کسی قدر متفکر ہوکے) وہ ایسی کونسی بات ہی جس کے لیئے آپ اس قدر تمہیدین
اٹھا رہی ہین۔ کہیئے تو۔ اور اب کافی تمہید ہوچکی ہی۔ آپ بے تکلف کہہ گذریئے۔
لیڈی۔ وہ کوئی ایسی بات نہین ہی جس کے لیئے زیادہ تردد کی ضرورت ہو اور اگر یہ بھی
مین نے مانا کہ سخت مشکل ہی پر دل پہ رکھیئے تو کوئی بات نہین
لے لیجیئے: بات یہ ہی کہ مین یہان سے روس کے ... اسٹیشن تک آپ کی شریک سفر ہونا
چاہتی ہون۔
کرنل میری بڑی خوش نصیبی ہی کہ آپ میری نہ صرف شریک سفر بلکہ۔
لیڈی۔ پھر آپنے بات کو مذاق مین ڈالدیا۔ ابھی مجھکو پوری بات کہنے کا بھی موقع نہ دیا
کرنل معاف کیجئے مین نے جلدی کی مگر وہ بات ہی کیا ہے۔ آپ کے شریک سفر
ہونے سے جو مسرت مجھکو ہوگی اُسکا اندازہ وہی شخص کرسکتا ہے جو کسی عشق مجسم کے ہمراہ
ہمسفر ہونے کی مسرت حاصل کرے۔
لیڈی۔ (کسی قدر ... کے) ... چاہتی ہون کہ اس ستائش گری کو چند لمحہ موقوف

رکھیے اس کے لئے بہت وقت ملیگا ۔ اب سنجیدگی سے میری التجا پر نظر کیجئے ۔
کرنل ۔ اول ہی دل میں یہ سمجھ کے کہ شاید میری پیش از وقت اعتدال سے بڑھی ہوئی بے تکلفی نے اس نازک ادا کو ملول کر دیا ہو سنجیدگی مناسب وقت ہی بقول اس کے اثنا سفر میں ہر قسم کی گستاخیوں کا موقع بھی ملسکتا ہے ۔ سنو تو کیا کہنا چاہتی ہے ؟ یہ تو کوئی ایسی بات نہ تھی جس میں ہم کو بلا ضرورت تشویش کی ضرورت ہو ۔ اچھا اب میں کچھ نہ بولونگا ۔ آپ حسب دلخواہ طول کلام کے لئے وقت لے سکتی ہیں ۔ آپ سے ہمکلامی وہ کسی طرح کیوں نہ ہو لطف سے خالی نہیں بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ مسرت سے بھری ہوئی ہے ۔
لیڈی ۔ بات اتنی ہے کہ میں مقام ''ح'' تک جانا چاہتی ہوں مگر کسی ناشدنی سوء اتفاق سے میں پاسپورٹ (پروانہ راہداری) نہیں حاصل کر سکی میں سمجھی تھی کہ کپتان برڈ نے اس کا انتظام کر دیا ہوگا ۔ اس لئے میں نے روس کی سرحد میں قدم رکھنے کی جرارت کی یہاں اسٹیشن کے ڈاکخانہ میں مجھ کو کوئی خط کپتان کا نہیں ملا ۔ اب میں سخت مشکل میں ہوں نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن ۔ نہ میں یہاں ٹھہر سکتی ہوں نہ آگے جا سکتی ہوں نہ واپس ہو سکتی ہوں ۔ اس لئے کہ اگر روس کی جانب سفر کروں تو وہاں کا پاسپورٹ طلب کیا جائیگا اگر فرانس کی واپسی کا قصد کروں تو جرمنی گورنمنٹ راستہ میں حائل ہے وہاں بھی بغیر پاسپورٹ سفر کرنا دشوار ہے ۔ سوائے آپ کے میری کوئی مدد نہیں کر سکتا ۔
کرنل ۔ (اب کرنل صاحب کے ہوش رفتہ باز آئے کسی قدر متردد ہو کے) میں کیا مدد کر سکتا ہوں ۔ اس لئے نہ گورنمنٹ جرمنی میں مجھے دخل ہے نہ روس میں ۔ میں ان ملکوں میں محض اجنبی ہوں ۔ میرا وطن بحر اطلانتک کے اس طرف دوسری دنیا میں ہے ۔ اتفاق سے میری لڑکی نے روس کے ایک رئیس زادہ سے شادی کی ہے اُسی سے ملنے جاتا ہوں ۔
لیڈی ۔ مگر آپ کے پاس دوہرا پاسپورٹ ہے اور میری خوش قسمتی سے آپ کی بیگم ہمراہ نہیں تشریف لائیں ۔
کرنل ۔ تو پھر ؟
لیڈی ۔ تو پھر کیا ۔ صرف اڑتالیس گھنٹے کے لئے آپ یہ تصور کریں کہ بیگم صاحبہ کی میں قائم مقام

ہون۔

کرنل (بے تحاشا ہنس کے) مشکل ہے۔ جھوٹ۔

لیڈی۔ مگر ایک بیکس عورت کی حالت دیکھیے ہی اب یہ آپکے اختیار مین ہے کہ خواہ مجکو اپنے ہمراہ لیجلیے خواہ ان بے ادب کندہ ناتراش پولیس کے سپاہیون کے حوالہ کر دیجئے۔ مین بے بس ہون آپ کی مردانہ محبت کے بھروسہ پر آپ سے ایک التجا کی ہے خواہ اقرار کیجئے خواہ انکار۔ مگر انکار کا نتیجہ میرے حق مین جو کچھ ہوگا اُس کو آپ تصور کر سکتے ہین مین نے تو عالم مجبوری مین آپ سے التجا کی ہے۔ آپ کے محض سکوت سے مین منزل مقصود کو پہونچ جاؤنگی آپ تنہا ہین اور آپ کی میم صاحبہ کا نام آپ کے پاسپورٹ مین شریک ہے۔ یہ اجنبی ملک ہے۔ ہم کو یہان کوئی نہین پہچانتا۔ کوئی پوچھیگا بھی نہین کہ مین کون ہون اور آپ کون ہین سب مجکو آپ کی بیوی سمجھین گے۔

کرنل۔ اس مین دو خرابیان ہین اس لئے مین پس و پیش کرتا ہون۔ ایک تو یہ کہ اگر یہ حال کھل گیا تو میری پچاس برس کی نیک نامی خاک مین ملجائے گی۔ سزا کی مجکو پروا نہین ہے کیونکہ اس کی سزا مستلزم ہے کم از کم حبس دوام لیکن شہرت و عزت کے برباد کرنے کی مجھے جرأت نہین ہوتی۔ دوسرے خدانخواستہ کہین یہ خبر میری میم صاحبہ کو پہونچے اُن کے نزدیک یہ حبس دوام بلکہ موت سے بھی بدتر خیال کرتا ہون۔

لیڈی نے نہایت بیکسی و مایوسی کے عالم مین ایسی نگاہون سے کرنل صاحب کو دیکھا کہ کرنل صاحب کا دل جو عورتون کی طرف قدرتاً نرم بالفرض اگر پتھر بھی ہوتا تو پگھل جاتا۔

کرنل صاحب کے انکار کا نتیجہ تھا کہ ایک سراپا کرشمہ و ناز جس سے اسوقت آغوش گرم تھا بیدردی کے ساتھ اپنے پہلو سے جدا کر کے بیہودہ گستاخ اُجڈ گنوار پولیس کے سپاہیون کے سپرد کر دیا جائے وہ کون بے رحم دل ہوگا جو اس کو گوارا کر سکتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ بغیر مزید گفتگو کے کرنل صاحب چُپ تھے۔ کچھ تن نہ پڑتا تھا سخت تر گل کچھ کہ مستعد کچھ فیصلہ کرنے کا وقت بھی نہ تھا ازیر شمنٹ روم کی جانب مسافر جا رہے

تھے کرنل صاحب بھی بھوک کے مارے پریشان تھے۔ کچھ بن نہ پڑا اقرار کرتے ہی بنا۔ اقرار تو کر لیا لیکن طرح طرح کے اندیشوں اور خطروں نے دل و دماغ کو گھیر لیا۔ عمر بھر جھوٹ بولنے کا اتفاق نہ ہوا تھا۔ فوجی خدمتیں ادنی درجہ سے لیکر کرنیلی کے عہدہ تک سخت جانفشانی اور احتیاط سے کی تھیں۔ قدرتی نصیحت گر جس کو نفس لوامہ کہتے ہیں شہوکے دے رہا تھا دیکھئے کیا ہوتا ہے۔ حقیقی جورو پیرس میں بیٹھی ہے۔ یہاں ایک اجنبی عورت کو جورو بنا کے سفر میں لئے جاتے ہیں جس عورت سے صرف چند منٹ ہوئے شناسائی ہے کہ وہ اُن کے ایک دوست کی جورو ہونے کا ادعا کرتی ہے مگر اب تو یہ حال ہے۔

بیساختہ زبان سے مری ہاں نکل گیا

وہ مہ پارا ابھی تک پیش آغوش ہے جی تو یہ چاہتا ہے کہ قیامت تک پہلو گرم رہے وہ بھولی بھولی صورت وہ نازک نقشہ وہ پیاری پیاری باتیں جس کا حرف حرف دل میں اُترا جاتا ہے مگر اسوقت جذبات حسن و عشق کو بھی بھوک نے معطل کر دیا ہے ایک خاص کشش اُس کمرے کی طرف کھینچے لئے جاتی ہے جہاں سفید براق میز کی چادر پر صاف شفاف رکابیوں سے بھاپ نکل رہی ہے۔ چھری کانٹے قرینہ سے چنے ہیں میز پر صرف دو کرسیاں برابر خالی ہیں۔ انھیں پر ہمارے تازہ گرفتار کرنل صاحب اور اُن کی سفری میم صاحبہ (جو اس سرگذشت میں خونی بی بی کے لقب سے یاد کئے جانے کے قابل ثابت ہوں گی) رونق افروز ہوئیں۔ کھانا شروع کیا تھا کہ تین کرسیاں دفعتہً خالی کرا لی گئیں قرینہ سے یا اشاروں کنایوں سے صرف اسقدر معلوم ہوا کہ پاسپورٹ کے اشتباہ سے ایسی فوری گرفتاریاں روزانہ ہوا کرتی ہیں معمولی واقعہ تھا اس لئے جو مسافر باقی رہ گئے تھے اُن میں کسی قسم کی برہمی نہیں پیدا ہوئی۔ سب بدستور کھانا کھایا کئے۔ کرنل صاحب بھی محفوظ تھے لیکن کلیجہ دھک دھک کرنے لگا۔ دل میں چور تھا اس لئے اُن کو یہ معلوم ہوتا تھا کہ میری گرفتاری میں کچھ ہی دیر ہے۔ لیکن خودداری سے بلا اظہار تشویش کھانے کو تمام کیا۔ مگر معاً یہ عزم بالجزم ہو گیا کہ کیسا اقرار اور کہاں کا نکاح میم صاحبہ کو یہیں چھوڑ و قصہ زمین برسر زمین اور سیدھے پیرس کو واپس جاؤ۔ اسی میں خیریت ہے۔ یہ ارادہ کر کے جرمنی اسٹیشن کے بیت قدم

سے فرانس کی جانب رُخ کیا چند ہی قدم کے بعد دونون سلطنتون کی عین سرحد پر چوکی پہرہ لگا تھا۔ وہان ایک سنتری بندوق کندھے پر رکھے ٹہل رہا تھا اُس نے ٹوکا کہان کا قصد ہے۔؟

کرنل۔ فرانس۔

سنتری۔ ابھی تو آپ تشریف لائے تھے ایسی کیا ضرورت ہے جو آپ فوراً واپس جانا چاہتے ہین ؟۔

کرنل۔ کچھ ضروری بکس پیچھے رہ گئے ہین اُن کو لے کے فوراً چلا آؤنگا۔

سنتری۔ بکسون کا پتہ آپ آفس مین لکھوا دیجئے نہایت احتیاط سے جہان آپ فرمائین بھیج دیئے جائین گے۔

کرنل۔ نہین مین خود ہی واپس جانا چاہتا ہون تاکہ اپنے ہمراہ لیکے آجاؤن گا۔

سنتری۔ مین تو اس کی کوئی وجہ نہین دیکھتا۔ بالفرض اگر آپ واپس جانا چاہتے ہین تو پاسپورٹ دکھایئے۔

کرنل۔ پاسپورٹ یہ ہے۔

سنتری۔ یہ تو اس ملک مین سفر کرنیکا اجازت نامہ ہے اس کے ذریعہ سے آپ جرمنی یا فرانس مین واپس نہین جاسکتے ہر ملک کیلئے خاص پاسپورٹ چاہیئے۔"

کرنل صاحب کے پاس کوئی جواب نہ تھا آخر مجبور ہو کے سر جھکائے ہوئے واپس آئے یہان میم صاحبہ جو اُڑتی چڑیا کو پہچاننے والی تھین قہقہہ لگا کے ہنسین۔ کرنل صاحب اقول مردان جان دارد ابھی سے آپ اپنے قول سے پھر گئے۔ توبہ کیجئے توبہ! ایک بیکس عورت کو آپ دشمنون کے نرغے مین چھوڑ کر فرار کیا چاہتے ہین۔ حالانکہ کوئی بات نہین صرف دو دن اور دو رات کا ساتھ ہے افسوس ہے آپ اپنے قدیم دوست کپتان برڈ کو کیا منہ دکھاتے۔ مگر مین جانتی تھی کہ آپ جا نہین سکتے اب آپ یہان تشریف رکھئے مین اپنا اسباب اُس سٹیشن سے لیئے جاتی ہون۔

کرنل۔ (دل مین) سنگ آمد و سخت آمد۔

لیڈی صاحبہ کا اسباب آنا شروع ہوا جس بکس کو دیکھو لیڈی کرنل ۔ نہایت خوشخطی سے
لکھا ہوا تھا کرنل صاحب حیران تھے کہ یہ کیا ماجرا ہے ۔ میری میم صاحبہ کے بکس کہان سے
آگئے شرٹ بدلنے کے لیئے ایک بکس کھلوا لیا قمیص کے کالر پر لیڈی کرنل چھپا ہوا تھا ۔ یا الٰہی
یہ کیا ماجرا ہے ۔ پہلے ہی سے یہ بندش بھی کی گئی ہے جس چیز کو دیکھو میری چھٹی لگی ہوئی ہے ۔ کس
بلا کی عورت ہے ۔ کرنل صاحب کے دل مین کچھ خوف کا شائبہ سا تھا مگر دل کا یہ حال اُسی وقت
تک جب اُس کی نگاہون سے نگاہین نہ ملی ہون ۔ ادھر نظر سے نظر ملی اور کرنل صاحب
ریشہ خطمی ہو گئے ۔ پھر اُس نے وہ کرشمے شروع کیے کہ کرنل صاحب کی اصلی میم صاحبہ سے بھی
نہ بن پڑتے ذرا سی رکاوٹ نہ تھی کہین جھجک نہ تھی ۔ چند ہی منٹ مین پیار اخلاص کو اصلیت
کے درجہ تک پہونچا دیا اب یہ ہم کو یاد نہین کہ پہلا بوسہ کرنل صاحب نے لیا یا میم صاحبہ
کی طرف سے یہ سبقت ہوئی حسن اتفاق سے گاڑی بھی تنہا ملی کوئی اور مسافر ساتھ نہ تھا کرنل
صاحب تھے اور لیڈی صاحبہ تھین ۔ گاڑی اسٹیشن سے چلی محبت کے پینگ بڑھے ہوئے تھے عاشقانہ
راز و نیاز کی بے حد پہونچی کہ کرنل صاحب کو اپنے قدیم دوست کپتان برڈ سے خاصی رقابت
پیدا ہو گئی مگر ابھی تک خلوت مین مسز برڈ کر کے خطاب کرنا کرنل صاحب اپنا اخلاص فرض
سمجھے ہوئے تھے ۔ مگر اُس عالم فریب لیڈی کا چھریرا بدن جنچی بھوین ستوان گال جیسے
گلاب کی پتیان اُس پر کپڑون کی پھبن ہلکے ہلکے زیور کی زیبائش ستھری بول چال
اس معشوقی پر عاشقانہ انداز کرنل صاحب کا دل لیا جاتا تھا ۔ اب اُس نے خلوت مین
بھی غیریت کے خطاب پر ٹوکا ۔

لیڈی ۔ لے ہے ۔ کرنل صاحب مسز کپتان برڈ نہ کہو ۔ دیوار ہم گوش دارد ۔ کہین کوئی سُن
نہ لے دو دن کے لیئے اگر مجھ کو اپنی میم صاحب ہی سمجھ لو گے تو کیا ستم ہو جائیگا ۔

کرنل ۔ ڈیر مجھ کو یہ خوف ہے کہ تمہارے ...... (یہان زبان کو لکنت ہو گئی بات منہ سے نہین نکلتی)
سُن لین گے تو مجھے کیا کہین گے ۔

لیڈی ۔ (گلے مین بانہین ڈال کے جھٹ سے بوسہ لے لیا) اور یہ دیکھ لین گے تو کیا کہین گے ۔

کرنل ۔ (دل مین) شدید ہے شوخی ۔ تمھین مجبور گر بات کا جواب بات اور بوسہ کا جواب بوسہ تھا

جانبین سے محبت کے چمن کھلنے لگے کلیاں سی ٹوٹنے لگیں۔ کرنل کا دل باغ باغ تھا اب تو یہ حالت تھی کہ ہجر کے دھڑکے سے دل دہلنے لگتا تھا یہ فتنۂ عالم کرنل صاحب کے حال سے بےخبر نہ تھی وہ خوب جانتی تھی کہ شکار دام میں آچکا ہے پھڑک رہا ہے۔ کرنل صاحب سے اقرار کے بعد جب بنداسی لغزش ہوئی تھی عہد شکنی کا قصد کرکے دوسرے اسٹیشن پہ چلے گئے تھے اس شرمندگی پر کرنل صاحب کی آنکھ نیچی ہوگئی تھی اس سے اس سراپا ستم نے چشم پوشی کرکے کرنل صاحب کو بندۂ بے درم بنا لیا تھا کرنل صاحب دل کے بودے نہ تھے لیکن عزت کی بربادی کے تصور سے دم نکلا جاتا تھا مگر صیاد ستم پیشہ کا ایک غمزہ سب بھلائے دیتا تھا۔ جب کرنل صاحب کو اپنی فوجی زندگی کے مصائب ادنیٰ درجہ سے لیکے کرنیلی کے عہدے تک کامیابی حاصل کرنے میں جو مشکلات پیش آئے جن جن معرکوں میں کارہائے نمایاں کئے تھے اور جو شہرت و عزت حاصل کی تھی اس کا خیال آتا اور پھر اس کمزوری اور اخلاقی بزدلی پن کا تصور ہوتا اور اس غلط بیانی کے نتائج کا نقشہ آنکھوں کے سامنے پھر جاتا۔ ایک بجلی سی تمام بدن میں دوڑ جاتی ہر مرتبہ یہی جی چاہتا تھا کہ چڑیا بن کے کہیں اُڑ جاؤں تاکہ اس بلائے بیدرمان سے نجات ملجائے مگر وہ ظالم ان کے چشم و ابرو سے سمجھ جاتی اور ایک عجیب و غریب انداز سے ایسا بھلاوا دیتی کہ پھر یہ اس کے حسن عالم سوز اور انداز نظر فروز میں ہمہ تن محو ہو جاتے دل شوریدہ کہتا کہ عین وصل میں مآل کار کا اندیشہ سارے مزے کرکرے کئے دیتا ہے۔ کن بیہودہ خیالوں میں اس عیش و کامرانی کی مدت کو جو بہت ہی کم ہے برباد کئے دیتے ہو ہرچہ بادا باد۔ اب جو ہونا تھا ہو ہی چکا اب جو ہونا ہوگا ہو رہیگا۔ بالفعل یہ لطف کی صحبت یہ پیاری پیاری باتیں غنیمت سمجھو۔

عشرت صحبت خوباں ہی غنیمت سمجھو ‏ ‏ ‏ نہ ہوئی غالب اگر عمر طبیعی نہ سہی

آج کا دن قریب ختم ہے رات بہر صورت بہر طور! یہ نہیں کہتے کہ کس مزے سے گذریگی (اب معشوق ملنا زیب آغوش ہے فخر کرو اور اس دن رات کو اپنی حیات کا ماحصل سمجھو۔ زندگی بھر یہ لذتیں بھولنے والی نہیں ہیں خیالات کا سلسلہ جب اس حد تک پہونچتا اصلی بی بی جس کو پیرس میں چھوڑ آئے اس کا تصور سامنے آتا۔ یہ معلوم ہوتا کہ وہ سامنے

کھڑی ہیں اور ایک اجنبی عورت کو بغل میں دیکھ کر ملامت کرتی ہیں۔ لیمان جی! ابھی قول و قرار
تھے دو دن کے لیے ساتھ چھوٹتے ہی تم نے یہ گُن کئے۔ یہ کون تمہاری بغل میں ہے۔ ابھی مجھے
دیکھ کے اُس کے نازک لبوں سے منہ ہٹایا ہے۔ شراب کے نشہ سے دونوں کے چہرے تمتما
رہے ہیں۔ طبیعت کا ہیجان رخساروں سے نمایاں ہے۔ آہ کرنل! میں تم کو ایسا نہ جانتی تھی
تم چھپے رستم نکلے۔

اسی چھیڑ چھاڑ میں دن تمام ہو گیا۔ آفتاب کا چہرہ زرد ہو گیا۔ سردی جو دھوپ کی گرمی
سے کسی قدر کم ہو گئی تھی پھر ترقی کرنے لگی۔ پھر جیبوں میں ہاتھ جانے لگے۔ جمپر فلینلڈ اور اسٹرکوٹوں
سے اُتر اُتر کے پہنے جانے لگے۔ عاشق و معشوق بینچ کے بیٹھنے لگے۔ سینوں سے سینے لگ گئے۔ اس
عالم میں بوسہ بازی سے زیادہ کوئی مشغلہ دلوں کو گرمانے کے لیے زیادہ مؤثر نہیں ہو سکتا۔ رات
کے ہوتے ہی دوسرا عالم ہو گیا۔ رات گنہگاروں کی پردہ پوش ہوتی ہے۔ بےحیائی کی تمنائیں
دور از کار ہوسوں کو بھی حرفِ غلط کی طرح مٹا دیتی ہے۔ نشہ کا اثر خانہ تنگی پر مجبور کرتا ہے۔ لیڈی لین
کی محبوب شام میں پکی آنکھوں کے منہ کھلتے ہیں۔ غروبِ آفتاب کے بعد ایک بڑے اسٹیشن کے ریفرشمنٹ
روم کے دروازے دیدۂ منتظر کی طرح وا نظر آئے۔ یہ دونوں نے دامن و وفا کا ڈبے سے اُترتے
ہیں پلیٹ فارم پر خراماں خراماں جا رہے ہیں۔ کوئی نظر باز مسافر ایسا ہوگا جس کی نگاہ اس حسین
مہ جبین لیڈی کے حسن پر نہیں پڑتی۔ کون ہے جو ہاتھ اٹھنے آ حسرت دل میں لئے ہوئے نہیں
ہے۔ ہر شخص کرنل کی خوش قسمتی کی قسم کھانے کو موجود ہے۔ لیڈیاں تعجب سے کونوں
میں دبکی ہیں جا رہی ہیں کہ مرد کاش اندھے ہو جاتے اور فتنہ عالم سے دو چار نہ ہوتے۔ خدا جانے
یہ خوبصورت بلا آسمان سے نازل ہوئی ہے کہ زمین سے نکلی ہے۔ یوں تو ہر عورت اپنے حسن کو
کامل اور پرستان کی پری کو بھی اپنے آگے چڑیل سے بدتر جانتی ہے لیکن حقیقت چھپانے سے
نہیں چھپ سکتی۔ چاند پر خاک ڈالنا آسان نہیں ہے کیونکہ [illegible] کا فرق ہو [illegible] کو [illegible]
چاند زمین آسمان کا تفاوت نظر آتا ہے۔ کیسی ہی کوئی [illegible] ہو کمال حسن کے آگے سب کا
سر نیچا ہو جاتا ہے۔ [illegible] سب کا دل اس کی
طرف کھنچا جاتا تھا۔

باب ۲

رات کے نو بجے ہین گاڑی کی روانگی مین ابھی پانچ منٹ باقی ہین۔ ریفرشمنٹ روم سے نکل کے یہ دونون عاشق و معشوق پلیٹ فارم پر ٹہل رہے ہین اسی اثنا مین ایک صاحب نے کرنل صاحب سے میا کا نہ تعارف کیا۔

مسٹر جان انسپکٹر جنرل پولیس ممالک دسیہ۔ کرنل لنگوڈ مدرٹیائرڈ افسر جنگی امریکہ۔ کرنل صاحب نے بڑے تپاک سے ہاتھ ملایا مگر دل کا حال ناگفتہ بہ ہے۔ پولیس کا نام آتے ہی دھک سے کلیجہ ہو گیا۔ بیگم صاحبہ نے بڑی بے باکی سے رسم تکلف ادا کیا۔ افسر پولیس نے نہایت مؤدبانہ سلوک کیا۔ کرنل صاحب باتین کرنے لگے اتنے مین ریل کی سیٹی ہوئی مسٹر جان اُسی گاڑی مین دونون کے ساتھ سوار ہوئے اگرچہ اس محل خلوت کی بے وقت آمد سے دونون اپنی اپنی جگہ فدا الگ الگ ہو گئے لیکن افسر پولیس صرف دو اسٹیشنون تک ساتھ رہے پھر دونون کو خالی کمرہ مین چھوڑ کے کچھ عذر بارد کر کے اُتر گئے۔ اُن کے اُتر جانے سے ایک بھاری سل گویا سینہ پر سے اُتر گئی مگر کرنل صاحب کے دل مین چور تھا اس لئے ایک خاص تلاطم خیالات مین پیدا ہو گیا ؎

مسٹر جان کا دخیل ہونا اور پھر اسقدر جلد اُتر جانا بلا سبب نہ تھا۔ بظاہر پولیس کو کوئی نہ کوئی وجہ اشتباہ کی پیدا ہو گئی ہے (اگرچہ بالفعل اس کی کوئی اصل نہ تھی یا اگر ہو تو ہم کو معلوم نہین)

پھر راز و نیاز کی معرکہ آرائیان شروع ہوئین۔ وہ رات گذری دن ہوا اس اثنا مین مسٹر جان کئی بار گاڑی کے پاس آئے اور دو دو باتین کر کے چلے گئے۔ صبح کو مسٹر جان نے بریک فاسٹ کی دعوت دی تھی سو دس بجے گاڑی اسٹیشن ...پر پہونچی۔ یہ دونون دلہن دولہا اور مسٹر جان ریفرشمنٹ روم مین داخل ہوئے۔ جاتے ہی سے دعوت کے سامان کیلئے

اتار دیا گیا تھا اور ہوٹل اسٹیشن پر ایسی تکلف کی دعوت نادرات سے تھی۔ اسیر اندر دعوتوں کے لئے ملک میں مشہور ہے خصوصاً شراب اور میوۂ خشک وتر ایسا لطیف اور فرحت بخش تھا جو ایسے محل وموقع پر بمشکل ممکن ہو سکتا ہے۔ اثنائے طعام و شراب میں اشتباہی پاسپورٹ خاص موضوع بحث تھا کرنل صاحب کی خودداری ابھی تک کام دے رہی تھی۔ البتہ لیڈی صاحبہ اس طرح ان میں ہاں ملاتی تھی گویا آپ کو اس سنگین جرم سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔ کرنل صاحب اپنی کمزوری اور میم صاحبہ کی بیباکی کا ہر ہر موقعہ پر مقابلہ کر کے دریائے حیرت میں غرق تھے کرنل صاحب سے مسٹر جان کی ملاقات کوئی نیک فال نہ تھی مگر پھر دل میں یہ کہہ کے۔ ہر چہ بادا باد ڈال دیتے تھے۔ لیڈی صاحبہ نے اس تجربہ کار پولیس افسر کو بھی اپنی ادائے ناز کا بسمل بنانے میں کوئی کمی نہ کی تھی۔ اور مسٹر جان کا سلوک بھی لیڈی صاحبہ کے ساتھ مشتاقانہ انداز کا پہلو دبائے ہوئے تھا مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ خرانٹ پولیس افسر ایسے چند دن میں کب آتا ہے۔ مگر میم صاحبہ کی جسارت دیکھئے۔

لیڈی مسٹر جان۔ اس ملک میں مصنوعی پاسپورٹ استعمال کرنے والوں سے کیا سلوک کیا جاتا ہے۔

جان۔ اگر بدقسمتی سے جان بخشی ہو گئی تو پھر سائبریا کے برف پوش پہاڑ اور جنگل ہیں اور مجرم ہر جہان سے واپس آنا محالات سے ہے۔

کرنل صاحب کا گویا دم نکل گیا۔ میم صاحبہ نے ایک قہقہہ لگایا۔ کرنل صاحب دل میں کہتے ہیں یہ نازک اندام چھپکری بنی ہوتی ہے کسی بات سے خوف نہیں کرتی خدا جانے انسان ہے کہ جن کی ذریت ہے۔ عورت تو پری کی ہے۔ کیا واقعی یہ پری زاد ہے۔ اگر پری کی زبان پر پوری فی [illegible] بھی تو ہے۔ اب مسٹر جان سے رو کے [illegible] [illegible] کے ساتھ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

افسر کا خیال آتے ہی اُن سے کلیجہ بیٹھا جاتا ہے ۱) میرے ساتھ دوستانہ برتاؤ - اور لیڈی صاحبہ
گویا کہ عاشقانہ - جدھر جدھر بیگم صاحبہ جاتی ہیں اُن کی نظر بھی ناخواستہ اُسی طرف پھر جاتی ہے
انسے مجھے اس مخلص دوست سے بدگمان ہونے کا کوئی حق نہیں ہے) لیکن یہ پولیس کے اہل کار ہیں
ان کی دوستی پر بھروسا کرنا حماقت ہے مگر اب کیا کیا جائے - با ہمیں مرداں بباید ساخت -

کرنل صاحب کے دل و دماغ میں جو شورش تھی اُس سے ایک لمحہ چین نہ ملتا تھا - خودداری
ابھی تک کام دے رہی تھی مگر دل کہتا تھا کب تک؟ ایک دن ایک رات اور باقی ہے -

اب ایک اور ہم سفر ملے مارشل — بڑا تناور بوڑھا فوجی دونوں گالوں پر سفید گالا سے
گل چھے مونچھیں ایک ایک بالشت دونوں طرف نکلی ہوئی - دونوں طرف دو بڑے بڑے
نیبو کے دو نورتے رہیں - خاص شہنشاہی باڈی گارڈ کا افسر جال کرچ لگائے فل یونیفارم
نو دس تمغے سینہ پر لگے ہوئے تیوری پر کچھ بل پڑے ہوئے رطوبے کیا کمپارٹمنٹ میں آتے ہی لیڈی
کرنل نے کچھ اس انداز سے ایک نگاہ غلط انداز اس بڈھے افسر پر ڈال کے کوچ پر جگہ خالی کی
کہ جیسے کہ پیشانی کے دو ایک بل ڈھیلے ہو گئے مسٹر جان نے دونوں میاں بیوی کا تعارف کیا
مارشل نے نہایت تہذیب سے خوشی [illegible] کے ساتھ تعارف کا استقبال کیا - دو ہی باتوں
میں لیڈی کرنل نے اس [illegible] کو رام کر لیا - اب صورت نشست کی یہ ہے کہ مارشل اور
لیڈی کرنل برابر بیٹھے ہیں - کرنل صاحب اور مسٹر جان روبرو کوچ پر - ریل کی روانگی کے چند
دقیقہ [illegible] بعد مسٹر جان [illegible] سے لیڈی صاحبہ نے نغمہ سرائی شروع کی [illegible] سننے والے
[illegible] ہمہ تن گوش [illegible] آتے جاتے ہیں - اگرچہ لیڈی صاحبہ نے
[illegible] کی دلداری میں ایک شمہ فروگذاشت نہیں کرتیں [illegible] ڈیر
ڈارلنگ کی پوچھ پاچھ رہے مگر نگاہ ناز کی نگاوٹ سے کوئی محروم نہ [illegible] ہر ایک کو یہ جانے
خوش [illegible] خاص ور پرستش [illegible] کا گمان [illegible] نہیں ہے -

صیاد کی نگاہ سے کوئی بچا نہیں — ایک تیر ہے کہ سب کے کلیجوں کے پار ہے
کس کس کو یہ خبر ہے وہ نگاہ غلط انداز — وہ کون ہے جو قبلہ انداز نہیں ہے

[illegible] کرنل کی خوش قسمتی پر رشک اور کرنل صاحب اپنے نصیبوں کو رو رہے ہیں

یوں تو ۔

برا ہو حسن پرستی کا جس نے ساری عمر ہمیں کسی نہ کسی پر نثار ہی رکھا

لیکن اب کی تو کچھ ایسی اُفتاد پڑی ہے کہ جان کا کیا ذکر آبرو پر بنی ہوئی ہے ۔ مگر اس
آفت روزگار کو ذرا بھی پروا نہیں ۔ نہ پولیس افسر سے جھجکتی ہے نہ بوڑھے مارشل سے جھجکتی ہے
ذرا خوف نہیں ہے کہ اگر چوری کھل جائے تو کیا قیامت برپا ہو ۔ عجب نہیں کہ مسٹر جان کی جیب میں
وہ ہنگریاں ہوں جو میرے ہاتھوں میں پڑنے والی ہیں ۔ یہ بے عزتی مجھ سے نہ اٹھائی جائے گی ۔
ریوالور میری بھی جیب میں ہے ایک ذرا سی اُنگلی کی جنبش سے وارا نیارا ہے ! ہائے ! میری بیکس
جورو جو پیرس میں مطمئن بیٹھی ہے اور میری اکلوتی لڑکی جو سینٹ پیٹرس برگ میں میری منتظر ہوگی
جب میری خودکشی کا واقعہ سنیں گی تو کیا کہیں گی میں نے تو چاہا تھا کہ پیرس کو واپس جاؤں
تاکہ اس آفت ناگہانی سے نجات ملجائے لیکن وہ بھی ممکن نہ ہوا ۔ کیا کروں ؟ زمین سخت ہے
آسمان دور ہے ۔

کہیں یہ دن رات اصل خیریت سے گذر جائے تو جان میں جان آئے ابھی تو دن کے گیارہ
بجے ہیں دیکھئے یہ دن کب گذرتا ہے اور رات کیونکر کٹتی ہے ۔

کرنل کو کسی قدر پریشان دیکھ کے اُس آفت روزگار نے گوشۂ چشم سے ایک تیز نظر
ڈالی جو عتاب و ملامت سے بھری ہوئی تھی اور ایک ہی نظر بلکہ نیم نگاہ سے کرنل صاحب
کے ہوش بجا کر دیئے ۔ یہ بھی ایک بار پھر ہمہ تن یاد دیا وکھ کے شریک عشرت ہوگئے لیڈی
صاحبہ نے ایک دررا گنی الاپنا شروع کر دی ۔ دو ہی تانیں لی تھیں کہ سب جھومنے لگے شراب
ارغوان کا دور چلا طبیعتیں گرما ہیں ۔ مارشل ۔ نے رات کے کھانیکا اپنے ساتھ وعدہ لیا
ایک چھوٹے اسٹیشن پہ نو بجے جہان گاڑی پہنچنے والی تھی وہاں دعوت کے سر انجام کیلئے
تار دیا گیا خدا خدا کرکے وہ دن بھی گذرا شام ہوئی ۔ گاڑی ٹھیک نو بجے اسٹیشن پر پہنچی
ریفرشمنٹ روم میں میزیں ترتیب سے سجائی گئی تھیں ۔ مسافر گاڑی سے اتر
کے شام کا کھانا کھانے لگے ۔ میاں ۔ چھوٹے فوجی افسروں سے تعارف ہوا
لفٹننٹ تھے ان میں سے ایک لفٹننٹ نہایت ہی خوبصورت ۔ لیڈی صاحبہ نے

ہو کے نازک ہونٹ کا ایک بوسہ لے ہی لیا

لیڈی۔ بھلا کپتان برڈ یہ دیکھین گے تو کیا کہین گے۔

کرنل۔ ان چند لفظون نے کرنل کو پھر خاک مین ملا دیا۔

لیڈی۔ اس آفت جان نے مسکرا کے کرنل کے بوسہ کا جواب بوسہ سے دیا۔ لو اب تو خوش ہوئے۔ کرنل صاحب باغ باغ ہو گئے اور چند و قہقہون کے لیے تمام اوہام اور خطرات کو صفحۂ خاطر سے نسیاً منسیاً کر دیا۔

اے حُسن تو وہ بلا ہے کہ ایک فانی انسان کو سولی پر بھی خوش رکھ سکتا ہے موت کو زندگی سے بدل دینے کی قدرت تجھی مین ہے۔

تم غیر سے ملو تو مجھے کیون نہ ہو ملال　　　پھر کہتے ہو کہ تیری شکایت بجا نہین

باب ۳

وہ کون ہے جو بسمل ناز و ادا نہین
صید حرم بھی تیرے سے بچا نہین

ہندوستان مین مشہور ہے کہ بعض عورتون کی آنکھین موہنی ہوتی ہے یعنی ایک ایسی ہوتی ہے جس کو آنکھ ملا کر دیکھا فریفتہ ہو گیا۔ نظرین جھکی ہی رہتی ہین مگر دل کسی کا رہ جاتا ہے مرد ایک طرف عورتون کے دل کھنچ جاتے ہین جی چاہتا ہے آنکھ سے اوجھل نہ ہو طرز نگاہ کے ساتھ باتون مین وہ غضب کا جادو بھرا ہوتا ہے جس سے وہ باتین کہین انداز گفتگو کا شیدا ہو گیا۔ اگر کسی عورت مین یہ وصف ہو سکتا ہے تو لیڈی کرنل مین کمال کے درجہ پر پہونچا ہوا تھا ان کو اپنے اس کمال پر ناز

تھا۔ اس دلکش ادا کے ساتھ موسیقی کا سحر اور بھی ستم کرتا خوش گلو انسان اگر بدشکل بھی ہو تو بھی دل کھینچتا ہے اور جب حسن صورت خوش آوازی کے ساتھ ہو اور پھر ایسا گانا جو موسیقی کے اصول سے ٹھیک ہو تال سم سے درست تان پلٹے سے ماہر ہو تو کیا کہنا۔ اسٹیشن سے گاڑی چلنے ہی کو تھی کہ مسٹر جان کسی قدر گھبرائے ہوئے اور جملہ حاضرین مرد مسافروں سے بلکہ خصوصیت کیساتھ کرنل صاحب سے مخاطب ہو کے کہا۔

جان۔ کیا آپ شہنشاہ روس کی بھتیجی کے لیے اس کمرے کو خالی کر سکتے ہین۔

کرنل۔ (مع جملہ حاضرین) بسر و چشم۔

جان۔ مگر لیڈی صاحبہ یہین تشریف رکھین۔ مجھکو شاہزادی صاحبہ نے لیڈی صاحبہ کے یہین موجود رہنے کی درخواست کے لئے حکم دیا ہی۔ شاہزادی صاحبہ بڑی خلیق اور ملنسار ہین لیڈی صاحبہ ان کی درباداری سے بہت محظوظ ہون گی۔

لیڈی کرنل۔ مجھے بڑا فخر ہوگا اگر مین ایسی والا شان شاہزادی کی ملازمت حاصل کر کے کوئی خدمت بجا لاؤن۔

کرنل۔ اس افتخار مین میرا بھی حصّہ ہے امیدوار ہون کہ شہنشاہزادی کی خدمت مین میرا نذرانہ آداب عرض کیا جائے۔

جان۔ مین وعدہ کرتا ہون کہ شہنشاہزادی کے حضور مین آپکا ذکر خصوصیت کیساتھ کیا جائیگا

اس کے بعد سب اٹھ کھڑے ہوئے ریل کے کمرے سے باہر نکلے شاہنشاہزادی مع چند مصاحبین کے نہایت وقار اور شان کے ساتھ سالون مین داخل ہوئین لیڈی کرنل نے بڑی تمیزداری کے ساتھ گاڑی سے اتر کے استقبال کیا مسٹر جان نے انتہائی عاجزی کے ساتھ لیڈی صاحبہ کا دوحرفی تعارف کیا۔ لیڈی صاحبہ آداب بجالائین اور خدا جانے کیا جادو کیا کہ گاڑی مین داخل ہونے سے پہلے شہنشاہزادی کا ہاتھ ان کے ہاتھ مین تھا۔

شہنشاہزادی کا سفر پرائیویٹ یعنی ناشناختہ تھا شاید اس لیئے زیادہ تکلفات کی ضرورت نہ ہوئی۔ وہ بھی جب اسٹیشن کے بعد لیڈی کرنل اس شہنشاہی مختصر صحبت مین اسطرح

مل گئیں جیسے پہلے ہی شریک ملازمت تھیں۔

کرنل صاحب کا یہ حال تھا کہ نے تاب وصال دارم نے طاقت جدائی
پھر بھی یہ عارضی فراق بہت شاق نہیں ہوا بلکہ کرنل صاحب کو ایک خاص اطمینانی
حالت محسوس ہوئی۔ اُن کا اب یہ حال تھا جیسے وہ چڑیا جس کو دانہ پنجرہ میں [illegible]
ہوئے ہوا اور پھر پنجرے میں چھوڑ دیا جائے۔ گویا شکنجہ سے نجات ملی اور پر پُرزے پھیلانے اور باندازِ
وسعت قفس آزادی حاصل ہوئی۔ مردانہ صحبت کا لطف ملا دونوں مختلفین اپنی اپنی خصوصیت
سے گرم تھیں۔

اکسپریس نہایت تیزی سے اسٹیشن ج۔ کی طرف اُڑی چلی جاتی تھی۔ کرنل صاحب کے
دل کا حال کچھ نہ پوچھو بہت خوش تھے اور نہایت صدمہ بھی تھا۔ دونوں کے اسباب ظاہر ہیں
اس خطرناک ذمہ داری سے نجات حاصل ہونے کی خوشی تھی۔ لیکن بیبیاں بڑے جلد سامنا
اور مرد کی امانت اُن کو سونپ کے دوستی کے حق سے ادا ہوں۔ ہر دل کی اندرونی تہ میں
ایک کانٹا سا چبھ رہا تھا۔ وہ پری پیکر جو دونوں سے زینت آغوش ہو کس دل سے غیر
کے پہلو میں دیکھی جا سکیگی۔ وہ بہت شگفتہ ہونے لگیگا اور ہم کو دیکھنا پڑیگا۔ ہائے کن آنکھوں
سے یہ دیکھا جائیگا۔ جیسے اس تھوڑی سی مدت دونوں کے اپنے پیار اپنی جان اور
آبرو تو ہتھیلی میں [illegible] اس کے بعد ہم اگر ارادت ابھی دکھا رہے دست بردار ہو گئے صرف ایک
نظر دیکھنے کا آسرا رہتا تو یہ بھی ممکن نہیں۔ لیڈی صاحبہ اپنے حقیقی شوہر کی بغل گرم کریں
گی ہم بھی یاد بھی نہ آئیں گے اگر بالفرض برسوں کے بعد کبھی سامنا بھی ہو گا تو غیر زن کا
سا برتاؤ ہو گا۔ اور کیوں نہ ہو دونوں کی غیر شوہریت میں بھی کوئی رخنہ ہے۔ غیر حقیقی شوہریت
اس خیال پر ایک [illegible] بیشک کرنل صاحب [illegible] کے نیچے [illegible]
جو خورد بینی نگاہ سے دیکھی جا سکتی تھی۔ گر کرنل دیکھتے ہیں۔ [illegible] اکثر فعل کو پیش
کر دکھاتے ہیں فرض کرو کہ ایسے دو مرد و عورت اپنے [illegible] درمیان لیا
نقل کریں۔ تماشائیوں پر ایک مضحک اثر ہو گا۔ کیا ان دونوں کے دلوں پر کچھ اثر ہوگا
اگر ایک کو دوسرے سے رشک نہ ہو گا تو [illegible]

اس واقعہ میں جس جہان آشوب نے باوصف مصنوعیت حقیقت کا انداز پیدا کر دیا تھا
بیٹ کو کرنل صاحب کو میم صاحبہ کی بناوٹ کچھ اور ہی سے معلوم ہوتی تھی ممکن ہے کہ
ایک حادثہ ناخوش گوار پیش آیا ہو۔ مگر وہ بھی تین گھنٹوں کے گذرنے کے بعد ایک ناممکن آرزو دل
میں پیدا ہوئی۔ سر جیمز [illegible] ارونے وجدانی حالت پر واقعیت کی ملمع کاری شروع کی
سونے کی سی جھلک نمودار ہوئی۔ دلکش ادائیں کرنل صاحب کے رگ و پے میں سما گئیں
مشہور ہے کہ عاشق معشوق سے ملنے کی طرح آتا ہے معشوق دل میں سما جاتا ہے نفسی مسئلہ ہے کہ کسی
چیز کی طرف غیر معمولی توجہ منعطف ہو کے مرکوز ہو جاتی ہے۔ اگر وہ شخص حاضر ہو تو اسی پر نگاہیں
جمی ہوئی ہیں۔ ٹکٹکی لگی ہے۔ اگر غائب ہے تو اسی کا تصور ہے۔ پھر ایک ایسی حالت پیدا ہوتی
ہے کہ حاضر و غائب یکساں ہو جاتا ہے نفسی مسئلہ ہے کہ حضور اور استحضار میں امتیاز نہیں
ہوتا جیسے آفتاب سے آنکھیں ملانے کے بعد حس مشترک امقدمہ دماغ پر چمکتی ہوئی تصویر بنتی ہے اور کچھ
دیر قائم رہتی ہے۔ اگر وہ شے چھپ جائے اور پھر اس سے آنکھ ملجائے تو تصویر بار بار تصویر بننے کی اور
یہ صورت زیادہ دیر پا ہوگی اسی طرح اگر پے در پے تکرار واقع ہو تو بالآخر اصل و نقل میں
امتیاز نہ رہیگا اسی طرح جب کسی شخص کی صورت آنکھوں میں اور پھر دل میں کھپ جاتی ہے
اور اسی کے ساتھ انداز رفتار و گفتار بھی پسند آجاتا ہے خیال کے ساتھ وجدان اور جذبات
بھی متاثر ہوتے ہیں [illegible] ذہنی کے پیچ در پیچ سلسلے پیدا ہوتے ہیں آرزوئے وصال اندیشہ
فراق [illegible] شوق کے [illegible] ہیں خوف رقیب کالے دیو کی طرح تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد
سامنے آکے ڈراتا ہے آغوش رقیب میں معشوق کا تصور ستم ڈھاتا ہے پے در پے آہیں شعلوں
کی طرح دل سے نکلتی ہیں دل جلتا ہے کلیجہ پھنکتا ہے برچھیاں سی لگتی ہیں زبان سے بیساختہ
اف نکلتا ہے۔ اسی عذاب الیم میں کرنل صاحب اسوقت گرفتار تھے جس قدر اسٹیشن سے
قریب ہوجاتا تھا کرنل صاحب کی حالت خراب ہوتی جاتی تھی اس خطرناک ذمہ داری
[illegible] ہو جانے کا امکان واقعیت کا پہلو [illegible] تھا [illegible] گئے اور
[illegible] شوق [illegible] ٹیلیفون [illegible] پھر منتظر ہو گئے لیڈی کرنل گاڑی
سے اترکے اپنے شوہر سے گلے ملیں گی [illegible] تکلف میری آنکھوں کے سامنے [illegible] تھے

دکھا دکھا کے پیشانی کا بوسہ لین گے - وہ نازک لب جن پر ابھی تک میرے بوسون کے
نشان ہین چوسین گے - آہ! یہ دو دن کی دوستی جس نے میری جان اور آبرو کو سخت خطرمین
ڈالدیا میرا بھی نہ رہے ان عزیز ہمسفرون نے لطف خلوت کردیا گویا چمن کر یال مین غلط ڈالا
صرف اتنا سہارا تھا کہ وہ پرستان کی پری آنکھون کے سامنے سب کی آنکھ بچا کے کبھی کبھی
معشوقانہ ادا سے دیکھ لیتی تھی - شیرین گفتار سے لذت ملتی تھی - روس کی شہنشاہزادی نے
ایک کمرے مین بھی نہ رہنے دیا - کبھی بالکل جادو کی شیرین باتین کانون مین آ چکی ہین
یہ فتنہ پرداز کس قدر جلد سب کے ساتھ شیر و شکر ہو گئی - گویا انھین مین سے تھی کیا عجب ہے
ملنساری مین طاق ہے - روس کی شہنشاہزادی کو وہ باتون مین رجھا لیا ہوگا جب مجھ سے
مکر کی باران دیدہ پر دم بھر مین اُس کا جادو چل گیا - اور مین نے ایسی بات مان لی جو ہرگز
ماننے کی نہ تھی - مال کا ڈر کا ڈر اخوف نہ تھا - اور کیا وہ خطرہ ابھی دور ہو گیا ہے - مسٹر جان بظاہر
فرشتہ نہین معلوم ہوتے - مگر تجربہ کار پولیس کے افسر ہین ان کے ظاہر پر نہ جانا چاہیے - یہ لوگ
بہت گہرے ہوتے ہین نہین معلوم کس وقت وہ ہتکڑی جو اُن کی جیب مین ہے میرے ہاتھون
مین پڑی ہوگی - خدا کرے امیری بیگیس پلاری جو اسوقت پیرس مین میرے عہد و پیمان دیرینہ
کے آسرے پر مجھ سے لو لگائے بیٹھی ہوگی اگر یہ حالت دیکھ پائے گی بے شک مین نے عہد شکنی کی -
ہائے کمبخت کیا بد عادت ہے - جہان کسی کی پیاری پیاری صورت دیکھی اور دل قابو سے نکل
گیا - خیر یہ بُری عادت تو ہمیشہ سے ہے لیکن اس فتنۂ عالم کے دام فریب سے مین تو کیا فرشتہ
بھی نہین بچ سکتا - بلا کی صورت پائی ہے - پھر باتون کا جادو اور بھی قیامت ہے - خیر جو ہوا
ہوا جو ہونا ہو ہو جائیگا لیکن یہ صدمہ فراق کیونکر اُٹھایا جائیگا - لے دے ایک گھنٹہ اور
[illegible] باقی ہین - کسی نے خوب کہا ہے -

وعدۂ وصل چون شود نزدیک | آتش شوق تیزتر گردد

مجھکو یہ کہنا چاہیے -

[illegible] چون شود نزدیک | صدمۂ ہجر بیشتر گردد

[illegible]

مین برہمی پیدا کر دی تھی قیامت برپا تھی۔ ایک دھیمی سی آواز کسی گوشہ دماغ سے نکلتی ہوئی
سنائی دیتی تھی کہ کرنل صاحب خیریت اسی مین ہے کہ اس بلا سے جلد نجات ہو جائے اور اس
بدتمیز سے جو تم نے اپنے سر پر اٹھا لیا ہے سبکدوش ہو جاؤ۔ جاؤ بیجا دل لگا بیٹھنے سے توبہ کرو
دو گھنٹہ گذر گیا گاڑی ٹھہری لیڈی صاحبہ اپنے کمرے سے اتریں اور سیدھی ٹیلیگراف
کے دفتر مین جا پہنچین کرنل صاحب کی نظر بھی اُسی طرف لگی ہوئی تھین آخر تھوڑا عرصہ کے
بعد دیکھا لیڈی صاحبہ دفتر کی جانب سے سر جھکائے منہ تھوتھائے چلی آتی ہین کرنل
صاحب نے دل مین کہا خیر باشد آخر کیسی بری خبر!

لیڈی صاحبہ نے ادائے خاص سے کرنل صاحب کے کان مین کہا کپتان صاحب یہان
نہین ہین سرکاری کام سے دارالسلطنت گئے ہین۔ کرنل صاحب نے اوپری دل سے اظہار ملال
کیا۔ دل مین خوش ہوئے مگر اس کے ساتھ ہی واقعات کی پیچیدگی جو اب بہت بڑھ گئی تھی سمجھ
مین آئی حیرت تھی کہ اب کیا کیا جائے منجملہ مشکلات ایک یہ تھی کہ کرنل صاحب کی بیٹی داماد
دارالسلطنت مین موجود تھے۔ وہ اسٹیشن پر لینے آئین۔ ان نئی امان جان کو دیکھ کے کیا کہین گے
کرنل صاحب ٹھہر گئے گاڑی سے اترے ٹیلیفون کے ذریعہ سے اپنی بیٹی کو دریافت کیا کہ وہ
دارالسلطنت مین ہے یا نہین۔ گاڑی کی روانگی سے چند منٹ پہلے معلوم ہوا کہ [illegible] کرنل کی
بیٹی اسینٹ پیٹرسبرگ مین نہین ہین۔ اپنے شوہر کی جاگیر پر جو دارالسلطنت سے سو میل
شمال مشرق ہے گئی ہوئی ہین۔ اس خبر سے کرنل صاحب کی پریشانی کسی قدر کم ہو گئی لیڈی صاحبہ
کا ملال بالکل ظاہری اور مصنوعی تھا وہ ہنستی ہوئی شہزادی کے ساتھ باتون مین چلی گئین کرنل
صاحب تو اس فوری تغیر سے حیران ہو گئے۔ لیڈی صاحبہ اول تو کسی قدر رک گئین پھر
چند ہی لمحون کے بعد پہلے سے زیادہ بشاش اور شگفتہ نظر آئین۔ کیا وہ بھی اپنے شوہر سے زیادہ
میری ہمراہی سے ان کو مسرت ہوئی [illegible] تھا کہ ان کو میرا اتنا خیال ہے لیڈی صاحبہ
کے دل کی بات تو خدا ہی جانے لیکن بھولے بھالے کرنل صاحب خیال کر کے ایسے خوش ہوئے
کہ دارالسلطنت مین پہنچنے سے پہلے تمام مشکلون کا خیال دل سے تھوڑی دیر کے لیے علیحدہ ہو گیا
گاڑی چل نکلی لیڈی صاحبہ تنہا ہی [illegible] گاڑی مین تھین کرنل صاحب [illegible]

[illegible] ۔ اس موقع پر بیٹی کے ہونے کا کرنل اور لیڈی [illegible] نے ملال کیا [illegible]
کرنل صاحب [illegible] حسن اتفاق سے بہت اطمینان ہوا جب داماد نے تار دے کے
[illegible] کرنل صاحب سے چاہی ۔ تو کرنل صاحب نے کہا کہ بالفعل اُن کا
جاگیر پر قیام کرنا مناسب ہے بجائے بلانے کے یہ تار دیا گیا کہ آپ کے والد آئے ہیں ۔ مگر
بعض قانونی وجوہ سے آپ کا میرے نہ موجود ہونے کے زمانہ میں جاگیر پر قیام کرنا ضروری
ہے آپ ابھی نہ تشریف لائیے جب میں تار دونگا تو آنا ۔

داماد کے احباب میں سے ایک صاحب ن ۔ نامی کرنل صاحب سے ذاتی واقفیت
رکھتے تھے ۔ کرنل صاحب سے دوسرے ہی دن ہوٹل میں ملنے آئے اور کسی بہانہ سے
ہوٹل کے پائین باغ میں کرنل صاحب کو لیگئے جب تنہائی ہوئی تو مسٹر ن نے اسطرح
سلسلہ کلام شروع کیا ۔

ن ۔ کسی کے اسرار میں دخل دینا خلاف تہذیب ہے لیکن دوست کی حفاظت بھی انسانی
فرائض سے ہے میں حیران ہوں کہ آیا تہذیب کی نزاکتوں کا لحاظ کروں یا دوستی کا
فرض ادا کرنے کی جرأت کروں ۔

کرنل ۔ بہتر ہے آزاد ہو کر کہیئے کیا مقصود ہے [illegible] ۔

ن ۔ [illegible] مطلب آپ عنقریب سمجھ لینگے ۔ بشرطیکہ مجھکو [illegible] گفتگو کرنے کا
موقع دیا جائے ۔

کرنل ۔ بیشک آپ بے تکلف کلام کر سکتے ہیں ۔

ن ۔ [illegible] آپ کی شادی کا [illegible] [illegible]

[illegible]

نکال لیئے۔ اس فرقہ کے ارکان اس کثرت سے قتل کئے گئے جیسے طاعون کے اندیشہ سے
چوہے مارے جاتے ہین۔ سب سے بڑھکے یہ کام کیا کہ اس فرقہ کے تمام رموز شائع
کر دیئے۔ پولیس کے اہلکارون کو جب سے وہ رموز معلوم ہو گئے لاحکمی فرقہ کے تما
پڑھ لیئے جاتے تھے خطون کے مضمون پر اطلاع ہو جاتی تھی اُن کے تمام منصوبون
کا جال کھل گیا۔ اب چند سال سے اس ملک مین اُن کا بس نہین چل سکتا اُن کے
اکثر ارکان نے رموز کے دوبارہ قائم کرنے کی کوشش کی مگر کامیاب نہونگے۔ آخر یہ خود
تشریف لائی ہین۔ معلوم نہین اس دو دن مین انھون نے کہان تک کامیابی حاصل کی ہے
پولیس بہت ہوشیار ہے۔ پھر بھی کل اور پرسون مین تین چار گھنٹے مین پولیس کی نظرین بچا کے ایسی
اوپ ہو گئین کہ جو لوگ سراغرسانی کے لیے در پے تھے اُن کو حیرت ہو گئی۔ سڑک پر ٹہلتے چلتے
ایک سوداگر کی دوکان مین گھس گئین پولیس کا ایک سارجن اور تین سپاہی دوکان کے قریب پہرہ
مین مصروف رہے اس عیارہ کو دوکان سے نکلتے کسی نے نہین دیکھا پھر یہ ہوٹل کے پائین باغ
مین ٹہلتے ہوئے دکھائی دین۔ ان دونون واقعون مین ساڑھے تین گھنٹے کا فصل ہوا۔ سوا اسے
اسکے اس دوکان سے ہوٹل کے پائین باغ تک سرنگ ہے اور کوئی بات ذہن مین نہین آتی
مگر مفروضہ عقل عادی سے بعید ہے بہر طور دوکان زیر تفتیش ہے۔ دار السلطنت روس مین
اتنی بڑی سرنگ کا ہونا غیر ممکن معلوم ہوتا ہے اسقدر مصارف کا بار سوائے سلطنت کے
اور کوئی نہین اُٹھا سکتا یا یہ تسلیم کر لیا جائے کہ قارون کا خزانہ لاحکمی فرقہ کے تصرف مین ہے
کرنل۔ اس تفتیش کیلئے پولیس کو چھوڑ دیجئے اور مجھکو مشورہ دیجئے۔ کہ مین اپنی
گلو خلاصی کرون ؟

ن۔ صرف اسی طرح ممکن ہے کہ آپ اپنے ملک کو جسقدر جلد ممکن ہو واپس جائیے
روسی قانون سے آپ اس ملک مین شوہریت سے دست بردار نہین ہو سکتے۔ اس لیئے
کہ اس ملک مین اگر ایک بار کوئی مرد کسی عورت کا شوہر ہونا تسلیم کر لے تو وہ عورت اسکی
جائز جورو سمجھی جائے گی اگرچہ فی الحقیقت ایسا نہ ہو۔
کرنل۔ یہ سخت مشکل ہے۔ دوسرے اس جوان فریب عورت نے روس کی معاشرت مین

ایسا رسوخ پیدا کر لیا ہے کہ دعوتون کے تار بندھے ہوئے ہین چنانچہ آج بھی دو دعوتون
مین جانا ہے شب کی دعوت مارشل ۔ م کے دولت خانہ پر ہے ۔
ان بعد اس سے پہلے شاہنشاہزادی نے خاص جلسہ گانے بجانے کا کیا ہو اس دعوت مین
میری شرکت پر اصرار نہین ہے ۔

باب ۵

مارشل ۔ م کا مکان دریائی جزیرہ مین ایک چھوٹی سی پہاڑی پر واقع ہے عظیم الشان
کوٹھی کئی میل کے فاصلہ سے نظر آتی ہے ۔ کوٹھی تک پہونچنے کے لیے پہاڑی پر سڑکین
بنائی ہوئی اُن کے کنارے بھی اور کل ہموار سطح خوشنما درختون سے پوشیدہ ہو رہی ہے ہمیشہ
سرسبز پر فضا پودے ہین ۔ رنگا رنگ اور خوشبودار پھولون سے کئی کوس کے گردے مین
وہ عالم رنگ و بو ہے جس کی نظیر صفحۂ دنیا پر کم نکلے گی ۔ پہاڑی کے چارون طرف عالم آب
ہے ۔ جاڑے کی فصل مین پانی کے جم جانے سے ہر طرف چلبی آئینے زمین کی سطح پر جڑے
ہوئے دکھائی دیتے ہین اُن پر سرسبز درختون کے عکس نے عالم تصویر نمایان کر دیا ہے سورج
کی کرنین صبح و شام سونے کے ورق چڑھاتی ہین ۔
متعدد پر فضا کشتیان اس عالیشان کوٹھی تک مہمانون کو پہونچاتی اور واپس لاتی
ہین اس سرزمین کا وہ گوشہ جو سمندر کے قریب ہے وہان ایک جنگی جہاز آہن پوش مارشل
کے حکم کا منتظر ہر وقت اپنے کام پر مستعد رہتا ہے اس جہاز کا کپتان ایک خوبصورت
جوان نہایت چست و چالاک جہاز رانی مین کامل اور بحری جنگ مین اچھی خاصی شہرت
رکھتا ہے ۔

نوجوان سے عشق بازی کرنے میں طاق ہے۔ جہاں کسی خوبصورت جوان کو دیکھا گرویدہ ہوگئی۔ کرنل صاحب کے دل میں آگ بھڑکی ہوئی تھی شعلے نکل رہے تھے مگر بالکل بے بس تھے آخر بہت سے انتظار کے بعد آئیں اور اس طرح آئیں نشہ میں جھومتی ہوئی کپتان کے گلے میں باہیں پڑی ہوئی۔ کھانا میز پر چنا ہوا تھا۔ مارشل کے پہلو میں کرسی خالی تھی بیٹھ گئیں۔ ان کے پہلو میں کپتان صاحب تھے کرنل صاحب مارشل کے دوسرے پہلو میں تھے۔ کھانا بڑے تکلف کا تھا شراب ارغوانی کی بوتلیں کھل رہی تھیں کھانے کے بعد میوہ خوری ہوئی ہر ایک ملک کا مشہور میوہ موجود تھا۔ کھانے کے بعد ڈرائنگ ہال میں تھوڑی دیر گانے بجانے کا چرچہ ہوا لیڈی صاحبہ نے اپنا موسیقی کا کمال دکھایا تمام محفل کو رجھا لیا۔ لیڈی صاحبہ پر سب کی نظریں تھیں اور کرنل صاحب کی نظر اُن کے دیکھنے والوں پر تھی خصوصاً نوجوان کپتان کی نگاہوں پر۔

وہ مہر کی نظر ہو کہ طرز عتاب ہو　　　　غیروں کو جس نگاہ سے دیکھا مجھے نہ دیکھ

وہ نگاہیں جو طرفتہ العین میں آہوئے وحشی کو شکار کرنے والی ہوں وہ تین گھنٹے کی ہمراہی میں کیا نہیں کر سکتیں۔ جہاز سے واپسی کے بعد اس خلا ملا کا ادنی بیان یہ ہے کہ دونوں ایک جان دو قالب تھے بلکہ ایک جان اور ایک ہی قالب اگر کہیں تو زیادہ تر مناسب ہے۔ سایہ کی طرح ایک دوسرے کے ساتھ تھا۔ کرنل صاحب کا تھوڑی دیر کا ٹھہرنا دشوار ہوگیا۔ یہ سمجھے تھے کہ مارشل صاحب سے رخصت ہونے کے بعد یہ بلا دفع ہو جائے گی یہ ان کو کیا معلوم تھا کہ دوسرے دن صبح سویرے کپتان صاحب ہوٹل میں نازل ہوگئے۔ ہوٹل کے پائیں باغ میں دونوں مست خرام ناز تھے نہیں معلوم کہ ان کی باتیں دونوں میں تھیں جو کسی طرح ختم ہی نہ ہوتی تھیں کرنل صاحب ہوٹل میں تنہا بیٹھے ہوئے اپنی موجودہ اور آئندہ حالت پر غور کر رہے تھے تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد چونک پڑتے تھے خیال دور دور جاتا تھا اور پلٹ کے آجاتا تھا۔ آخیری تان پھر یہ بادہ بادہ پر ٹوٹتی تھی اگرچہ مجبوری کا جملہ تسکین کے لیے کافی نہ تھا۔ مگر کرتے تو کیا کرتے۔ بندہ خوب مار کھاتا ہے کرنل صاحب کی حالت سخت مجبوری اور بیکسی کی تھی۔ غروب آفتاب سے دو گھنٹہ قبل شاہ شاہزادی کا موٹر ہوٹل میں بھیج گیا تھا لیڈی صاحبہ

نے آج قیامت کا بناؤ سنگار کیا تھا۔ نہیں معلوم شاہنشاہی محفل میں شرکت کی مناسبت سے یا کپتان صاحب کی گرفتاری کے پھندے مضبوط کرنے کے لیے کرنل صاحب ناسازئ مزاج کے بہانے سے اس جلسہ میں نہیں گئے۔ نوجوان فوجی افسر ایسے جلسوں کی زینت سمجھے جاتے ہیں۔ یہ لوگ لیڈیوں کی خوشامد کو اپنا فخر سمجھتے ہیں اور لیڈیاں اس خوبصورت مردانہ خوشامد سے خوش ہوتے ہیں۔

کرنل صاحب اس فرصت کے وقت کو غنیمت جان کے اپنے رفیق شفیق کی ملاقات کو گئے۔ اُن کے مہربان دوست نے مارشل کی دعوت کے واقعات من وعن بیان کر دیئے جو خفیہ پولیس کی رپورٹ میں درج ہوئے۔ کپتان شن کے ہمراہ جہاز میں سوار ہو کے جانا تین گھنٹے کے لیئے غائب ہونا ان جملہ واقعات پر دیر تک بحث کرتے رہے کرنل صاحب کو مکرر جلد تر واپسی کا مشورہ دیا۔

دوسرے دن پاسپورٹ کی درخواست دی گئی تیسرے دن مسٹر جان کے دفتر سے پاسپورٹ کرنل مع لیڈی صاحبہ کے آگیا۔

آج ہی شہنشاہ کے پرائیوٹ سکریٹری کی چٹھی کرنل صاحب کے نام آئی جس کا مضمون یہ تھا۔

جناب من جب ہدایت فرمان زبانی ہز امپیریل مجسٹی ایک قطعہ کارڈ بغرض شرکت جشن شاہنشاہانہ مقررہ شب چہارشنبہ آپ کو مع لیڈی صاحبہ آپ کے پاس روانہ کیا جاتا ہے۔ امید کہ آپ جشن شاہنشاہانہ میں شریک ہونے کا انتظام فرمائیں۔

میں اس شاہنشاہی عزت افزائی کے موقع پر آپ کو مبارکباد دیتا ہوں فقط

آپ کا خادم

ف

پرائیوٹ سکریٹری

اس خط اور کارڈ کے آنے سے کرنل صاحب کا اضطراب بہت بڑھ گیا [illegible] کو غیر معمولی مسرت ہوئی۔ کرنل صاحب نے دیکھا کہ پہلے تو لیڈی صاحبہ کو [illegible]

میں قطرے آنسوؤں کے چھلکتے دکھائی دیئے پھر خوشی کے آثار ظاہر ہوئے جوش مسرت سے باچھیں کھلی جاتی تھیں چہرہ سے بشاشت ٹپکی پڑتی تھی مسرت آمیز کلمات زبان پر بار بار جاری ہوتے تھے۔ کرنل صاحب کو ایک جمہوری ملک کی لیڈی سے یہ حرکات عجیب معلوم ہوسے اس لئے کہ لیڈی جس ملک کی طرف اپنے کو منسوب کرتی تھیں زبان جمہوریت کا رنگ پھر وہ عورت پر بہت گہرا چڑھا ہوا ہے۔ کرنل صاحب کو اس شرکت پر بڑا فخر ہونا اسلئے کہ انھوں نے ایک انگلش لیڈی کے کنار عاطفت میں پرورش پائی تھی۔ ان کی مادر گرامی انگلستان کی تھیں جہاں شاہ پسندی غالب ہے مگر کرنل صاحب کے دل پر جو افکار واوہام چھائے ہوئے تھے اُن کی وجہ سے خوشی اُن سے کوسوں دور تھی۔ وہ رات جس کی شام کو اس عظیم لشان جلسہ میں شرکت کی دعوت دی گئی تھی۔ اُن کے لئے سخت پریشانی کی رات تھی ایسی اُلجھن اور بے چینی تھی کہ عاشق کو پہلی شب فراق میں بھی کبھی نہ ہوئی ہوگی لیڈی صاحبہ پہر رات گئے سے زیادہ وقت گذر گیا تھا جب ہوٹل میں آئیں۔ کپتان مس پہونچانے آئے لیڈی صاحبہ پہلے کرنل صاحب کے کمرہ میں گئیں گویا اپنی واپسی کی اطلاع وہی مقصود تھی کرنل صاحب مضطربانہ ہوٹل کے برآمدے میں ٹہل رہے تھے۔ کرنل صاحب کا فرض تھا کہ کپتان صاحب کے سامنے لیڈی صاحبہ کا مشتاقانہ انداز سے خیر مقدم کریں جس سے کپتان صاحب کو زن وشوہر کے باہمی سلوک سے کسی قسم کا اشتباہ نہو چند باتوں کے بعد کپتان صاحب روانہ ہوگئے لیڈی صاحبہ بھی اُن کے جانے کے بعد اپنی خوابگاہ کے کمرہ میں چلی گئیں۔ تکلفی لباس اُتارا اور شب خوابی کے کپڑے پہن کے بظاہر آرام کیا۔ کرنل صاحب کمرہ سے باہر نکلے۔ خوابگاہ کا کمرہ بند کردیا۔ کرنل صاحب اپنے کمرہ میں گئے اور تقریباً ایک گھنٹہ تک بستر پر کروٹیں بدلا کئے مگر کسی طرح نیند نہ آئی۔ آخر کمرہ سے نکل کے پھر ہوٹل کے برآمدے میں ٹہلا کئے جب کسی طرح نیند کے آثار نمایاں نہ ہوئے۔ کرنل صاحب بالاخانہ سے نیچے اُترے ہوٹل کا پھاٹک مسافروں کے انتظار میں کھلا ہوا تھا۔ کرنل صاحب پھاٹک سے باہر گئے۔ اور تقریباً ایک فرلانگ کے فاصلہ پر ایک دوا ساز کی دکان تھی

وہاں گئے جو دوا ساز اپنی ڈیوٹی پر حاضر تھا اُس سے کہا کہ مجکو خواب آور دوا کی ضرورت ہے۔ کوئی دوا دو۔ دوا ساز نے معمولی پرسش کے بعد چھ پڑیاں دوا کی دیں اور یہ کہا کہ ایک پڑیہ ابھی نوش کر لیجئے یقین ہے ہوٹل تک پہونچتے پہونچتے آپ کو نیند آجائے گی۔ اور اگر نیند نہ آئے تو دوسری پڑیہ کھا لیجئے گا۔ یقیناً نیند آجائے گی صبح کو جب آنکھ کھلیگی کسی قدر گرانی اور اعضا شکنی محسوس ہوگی ایک پیالہ کافی بہت تیز اور گرم گرم پی لیجئے گا۔ وہ کیفیت برطرف ہو جائے گی کرنل صاحب نے دام دیئے۔ اور شکریہ ادا کر کے ہوٹل کو واپس آئے۔ دوسری پڑیہ بھی کھالی اُس کے بعد بستر پر جا کے لیٹ گئے۔ نیند آگئی۔

دوسرے دن بہت دن چڑھے آنکھ کھلی۔ لیڈی صاحبہ بنی سنوری بیٹھی تھیں لیکن جانے کیلئے تیار تھیں۔

کدھر جانے کو ہے وہ فتنہ پرداز
بلائے آسمانی منتظر ہے

لیڈی صاحبہ ہوٹل سے ایک نہایت ہی نفیس فٹن میں سوار ہو کے ایک جنرل مرچنٹ کی دوکان میں گئیں۔ یہاں ایک نہایت بیش قیمت سنگاردان خریدا کیا پھر صدر بازار سول ملٹری ٹیلر خیاط ملکی و فوجی نمبر دوکان ۳۵ سے ٹیلیفون ملا کے بال کے لباس کی تیاری کے لیے خاص ہدایتیں کیں۔ یہ لباس خاص آج ہی کے جلسے کے لیے نیا سلوایا گیا تھا خیاط سے تاکید کی گئی کہ قریب ہوٹل میں کرنل صاحب کے پاس لباس بھجوا دیا جائے۔ پھر سوار ہوئیں اور پیچ در پیچ سڑکوں سے گذرتی ہوئی ایک قہوہ خانہ میں گئیں۔ یہاں ایک اکیلے کمرہ میں قہوہ خانہ کی مالکہ سے جو دلچسپ گفتگو ہوئی وہ ہمارے خاص مخبر کی رپورٹ سے ہم کو پہونچی۔

لیڈی۔ [illegible] اپنا کام حسب [illegible]
ایک ہی [illegible] گذشتہ [illegible]

دلخواہ کامیابی ہوگی۔

بہن۔ (ایک چھریری سی عورت کم سن خوبصورت جس کے چہرے سے بیگناہی اور غربت ٹپکتی تھی) اِ تنا ہم کو کامیاب کرے ! تم اطمینان رکھو مین نے پوری کوشش تمکو ہنگامہ سے نکال لیجانے کی کرلی ہے۔ لیڈی بُڑر روم (بیگمات کے کمرے) کے برابر والے کمرے سے ملا ہوا ایک اور چھوٹا سا کمرہ ہے۔ یہان اس وقت بھی میرا قفل لگا ہوا ہے جس کی کنجی یہ ہی جیب اور لوگ ہمہ تن اس موقع واردات کی جانب متوجہ ہون گے تم اس کمرہ کو کھول کے اس مین جا کے اندر سے بند کر لینا اور نہایت اطمینان سی تبدیل لباس کرکے بھیس بدل لینا ! اور پھر اسی مجمع مین ملجانا تا پھر موقع دیکھ کے باغ کے پھاٹک کے پاس موٹر والے کا شوفر کو تم پہچانتی ہو۔ اس بات پر دونون عورتون نے زور سے قہقہہ لگایا۔

لیڈی۔ ہان شوفر کو مین پہچانتی ہون یہ کہہ کے بہن کی پیشانی کا بوسہ لیا۔

کون جان سکتا ہے کہ یہ بھولی بھالی کم سن قہوہ پلانے والی سیکرٹری رنگ بدل سکتی ہے کہ قصر شاہی میں اس نے ایسی رسائی پیدا کرلی ہے کہ لیڈیز روم کے برابر والے کمرہ مین خود اُس کا قفل ہے جو کسی خاص وقت کے لیئے لگا رکھا ہے۔

بہن۔ پاسپورٹ بھی موجود ہے لے لو۔ لیڈی صاحبہ نے پاسپورٹ جیب مین رکھا۔ مگر اس خبر کے عام ہونے اور پولیس کے انتظام سے پیشتر ہی نکل جانا چاہیئے اس انتظام مین کچھ توقف ضرور ہوگا۔

لیڈی۔ ہان مین سمجھی انتظام سلطنت کے ارکین کی ایک کمیٹی فوراً منعقد ہوگی اور جب تک یہ کمیٹی نہ ہوے گی اس خبر کو شہرت نہ دیجائے گی۔

بہن۔ اس موقع کے لیئے ہر کارہ کا بھیس بہت ہی موزون ہوگا کسی کو ہرگز کسی ڈاک کا خیال نہ آئے گا نہ جرأت ہوگی۔ وقت کے عمدہ استعمال سے بڑے بڑے کام ہو سکتے ہین۔ اگلے لوگون سے یہ روایت چلی آتی ہے کہ ہر کام اپنے وقت پر ہوتا ہے لیکن اس زمانہ کے لیئے یہ ضرب المثل زیادہ موزون ہے کہ ہر کام کو

اُس کے وقت پر کرنا چاہیئے لیکن ہر کام کا وقت پہچاننا حکمت عملی کا جزو اعظم ہے۔ زمانہ گذشتہ میں یہ کامیابی کا راز نپولین بونا پارٹ کو معلوم تھا اس لئے اس نے تھوڑے ہی زمانہ میں تمام یورپ پر غلبہ حاصل کر لیا۔ میں نپولین کی دل سے گردیدہ ہوں۔

لیڈی۔ لیکن تمھارے منہ سے یہ گرویدگی کا اظہار اچھا نہیں لگتا۔ اس لئے کہ نپولین بھی ہمارے مسلمہ اصول کا دشمن تھا وہ بھی ایک شخص جابر تھا۔ وہ تمام یورپ پر تنہا حکومت کرنے کا مدعی تھا۔ اُس کو عالمگیری کا مرض تھا۔ وہ استبدادی سلطنت کا صنم تھا اسلئے ہم کو اُس سے نفرت کرنا چاہیئے۔

بہن۔ استبدادی سلطنت سے مجھ کو بھی ویسی ہی نفرت ہے جیسی تم کو ہے لیکن اگر کسی شخص میں کوئی عیب ہو تو اُس کی وجہ سے تمام خوبیوں کو فراموش نہ کر دینا چاہیئے۔

لیڈی۔ ایسی خوبیاں تو سلطنت روسیہ کے حاکم علی الاطلاق میں بھی موجود ہیں پھر ہم تم اُس کے کیوں دشمن ہیں۔

بہن۔ اس کا حال کچھ نہ پوچھو۔ انتقام کی لذت سے بڑھی ہوئی کوئی لذت نہیں ہے۔ ہمارے مظلوم والدین کے ساتھ اس جابر نے جو سلوک کیا ہے اُس سے اک آگ ہمارے سینہ میں بھڑک رہی۔ اس آگ کو سوائے آب انتقام کے اور کوئی نہیں بجھا سکتا ہے۔

لیڈی۔ انتقام انتقام! اگر کوئی صنم ہے تو ہم اُس کے پجاری ہیں۔ ہم کو دنیا کے جھگڑوں سے کوئی غرض نہیں ہے۔ ہم کو ذاتی اور شخصی انتقام سے مطلب ہے۔

دشمن اگر قوی ست نگہبان قوی ترست

باب

غروب آفتاب کا وقت ہے ابھی شاہی جشن میں یعنی وہ وقت جب شاہنشاہ امپیریل ہال میں جلوس فرما ہو کر ہال میں شرکت فرمائیں گے ۔ چار گھنٹے باقی ہیں دونوں لاحکمی مضمون میں گفتگو ختم ہوئی ۔ لیڈی کرنل پھر ایک مرتبہ فٹن پر سوار ہو کے دو میل سیدھی سڑک پر چلی گئیں ۔ پھر فٹن کو ٹھہرا کے اتر پڑیں ۔ پاپیادہ ایک سمت کو روانہ ہوئیں ۔ چاند نکل آیا ہے ۔ سڑک پر چاندنی پھیلی ہوئی ہے ۔ درختوں کی آڑ سے کہیں کہیں قصر شاہی نمودار ہو جاتا ہے برقی روشنی کی وہ چمک ہے کہ دو میل کے فاصلے سے اُس طرف کو آگ سی لگی ہوئی نظر آتی ہے ۔ مگر یہ آفت کی پرکالہ جلد جلد قدم آگے بڑھائے جا رہی ہے کہاں کا قصد ہے ؟ شہر کے کنارے کنارے یہ سڑک گنجان درختوں میں گذرتی ہوئی شہر خموشاں تک چلی گئی ہے ۔ ایک سنسان گورستان ہے اسی کے قریب شاہنشاہی مقبرہ ہے ۔ جہاں بطرس اعظم کے پوتے پروتے اپنی تنگ خوابگاہوں میں وہ نیند سو رہے ہیں جس سے جاگنا حشر تک ممکن نہیں ہے ۔ اپنے اپنے وقتوں میں جس نے جو نیکی یا بدی کی ہے اُسکے افسانے اب کہنے باتوں پر ہیں یا تاریخ کے صفحوں میں مصلحت وقت کی رنگ آمیزی کے ساتھ لکھے پڑے ہیں ۔ یہ قتالہ بیالہ دل میں کہتی جاتی ہے ہیں تم کو عالم ارواح میں تمھاری آخری یادگار کی آمد آمد کی خبر سنانے آئی ہوں ۔ تم کو خیر مقدم کے لئے تیار رہنا چاہئے ۔ چند ہی گھنٹوں کے بعد یہ روح بھی تمھاری [illegible] کے ساتھ مل جائے گی اب یہ آفت روزگار ایک قصر کے پاس ایک پیچ پہنچی نظر آتی ہے ۔

جیسے کسی کا انتظار ہے۔ گرجا کی دوسری جانب سے ایک خبیث صورت بڈھا جو حسب ظاہر گورستان کا گورکن ایک لمبا سا آدمی ہے۔ کمر خمیدہ ہے ڈاڑھی ناف سے کچھ نیچے ہے۔ سر کے بال اور بھوین مونچھین کبھی حجام کی مقراض سے روشناس نہین ہوئین۔ لباس کچھ خاکی رنگ اور کچھ سیاہ ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس قدیم گورستان کے تمام مُردون کے ماتم دار آپ ہی ہین۔ گرجے کے سایہ مین جھکے جھکے چلے آتے ہین۔ معلوم ہوتا ہے کہ پری کے اُڑا لیجانے کو دیو چلا آتا ہے یہ دونون بڑے جوش و خروش سے گلے ملے بڑی دیر تک اس بڈھے خبیث کے ہاتھ اُس پری پیکر کے گلے مین پڑے رہے۔ اس کے بعد جب اشتیاق کو کسی قدر تسکین ہوئی سلسلۂ کلام شروع ہوا۔

مسٹر۔ ہم سب تہِ دل سے تمہارے شکر گزار ہین اور سوسائٹی کی طرف سے میرا فرض ہے کہ تمھارا شکریہ ادا کرون۔

مس۔ میرا کوئی کام شکریہ کے لائق نہین ہے۔ مین اپنا فرض ادا کرتی ہون۔ کاش مین کامیاب ہون۔

مسٹر۔ کیا اب بھی تمھاری کامیابی مین شک ہے۔

مس۔ بظاہر تو کوئی امر ایسا نہین ہے کہ جس سے ناکامیابی کا اندیشہ ہو۔

مسٹر۔ تم کو بچا کے نکال لیجانے کا بھی کافی بندوبست کر لیا گیا ہے۔ اس مقصد کیلئے ہماری سوسائٹی نے بڑی فراخدلی سے روپیہ صرف کیا ہے۔ اشرفیان بچھا دی ہین ہان یہ تو کہو کرنل کو تم پر کسی قسم کا شک تو نہین۔

مس۔ شک تو ظاہرا نہین ہوا لیکن کرنل ہماری اُمیدون کے خلاف الٹکی فرقہ کا سخت مخالف ہے۔

مسٹر۔ یہان کے دودھ کا اثر ہے۔

مس۔ ہان یہ سچ ہے۔ مگر مین نے اس طرح قانون کے شکنجہ مین کسا ہے کہ وہ ہرگز قابو سے نکل نہین سکتے۔

مسٹر۔ یہ تو کہو پولیس کا رُخ کیا ہے۔

مس۔ ابھی تک تو کوئی وجہ اندیشہ کی نہین پیدا ہوئی۔

مسٹر۔ کامیابی کے بعد جو کچھ ہو مجھے اپنی جان کی ذرا بھی پروا نہین۔ مگر سوسائٹی کے لیے تمہاری حیات بہت بیش قیمت ہو۔ اسی لیئے کسی طرح کی کمی نہین کی گئی۔ اُمید ہے کہ تمہارا بال بیکا نہ ہوگا۔ پولیس کی بیدار مغزی بھی ظاہر ہے۔ دس برس سے لاحکمی صدر ممالک روسیہ نہایت اطمینان کے ساتھ اپنا کام کر رہا ہے۔ گویا موت کے دروازے پر پاسبانی کرتا ہے۔ اور پولیس کے فرشتون کو بھی خبر نہین ہوئی۔ مسٹر جان نے البتہ ہمارے رموز نابود کر دیئے تھے۔ مگر خدا تم کو سلامت رکھے تم نے پھر از سر نو انتظام کر دیا چند سال کے لیئے پھر فرصت ہو گئی۔

مس۔ ہان یہ کام تو پورا ہو گیا جس کے لیئے مجھے اپنا باضابطہ شوہر کرنل کا شکر گذار ہونا چاہیئے۔

اس بات پر دونون زور سے قہقہہ لگا کر ہنسے۔

مسٹر۔ دیکھی اس گرگ باران دیدہ کو تم نے خوب پہچانا۔ (پھر قہقہہ لگاتا)

مس۔ ابھی تک اُن کو یقین ہے کہ مسٹر برڈ میرے شوہر ہین۔ حالانکہ مسٹر برڈ کی صورت سے مین آشنا نہین۔ اب تو وہ میرے شوہر ہین اور مین اُن کی باضابطہ جورو ہون۔

مسٹر۔ پاسپورٹ کی کیا ٹھہری۔

مس۔ شاید مسٹر جان نے کرنل صاحب کو بھیجدیا ہو اُنھین کے پاس ہے۔

مسٹر۔ اتنی جان تم جو کہتی ہو پاسپورٹ اپنے قبضہ مین رکھا ہوتا۔

مس۔ تمہارے کس کام کا ہے جب تک کرنل صاحب خود ہمراہ نہ ہون اس کے بعد گھڑی دیکھ کے۔ اب ٹھیک وقت یہان سے میرے واپسی کا ہے۔

مسٹر نے ایک چھوٹا سا پیکٹ جیب سے نکالا۔ کوئی چھ انچ لمبا اور ساڑھے چار انچ چوڑا ہوگا۔

مس نے نہایت شوق سے پیکٹ جیب میں رکھ لیا۔ (کیا یہ بھرا ہوا ہے) شکریہ ادا کیا۔

مسٹر۔ بالکل تیار ہے۔ تم خاطر جمع رکھو۔ میں خدا سے تجھ کو اپنے مقصد میں کامیاب کرے۔"

مس۔ اب میری زد سے بچنا غیر ممکن ہے۔ لیجئے خدا حافظ میں جاتی ہوں۔

بڈھا چند قدم ساتھ آیا۔ پھر گرمجوشی کے ساتھ ہاتھ ملا کے رخصت ہوا۔

لیڈی کرنل نے جلد جلد قدم بڑھائے۔ اور گنجان درختوں سے ہوتی ہوئی فٹن تک پہنچی۔ یہاں سے ہوٹل تک کوئی واقعہ نہیں پیش آیا۔ ہوٹل میں پہونچی۔ کرنل صاحب منتظر تھے۔

قصر شاہی سے جو موٹر آیا تھا اُس پر سوار ہوئے۔ دس گیارہ منٹ میں دولت تک پہونچ گئے۔ شاہنشاہی باغ کا ہر درخت برقی لیمپوں سے سر چراغاں بنا ہوا تھا۔ ایوان شاہنشاہی چاروں طرف سے اس طرح روشن تھا کہ دور سے دیکھنے والے کو سرتاپا ایک عظیم الشان آتشین عمارت نظر آتی تھی۔ جابجا شاہی نشان اور مارکے لگے ہوئے تھے۔ سڑک پر پولیس کا انتظام تھا مگر شاہی موٹر جس میں یہ معزز مہمان سوار تھے اُس کی روک ٹوک کہیں نہیں ہوئی ہوئی۔ اسٹاف کے بعض ممبروں نے استقبال کرکے دونوں کو اُتارا۔ غلام گردش میں زرق برق وردیاں پہنے فوجی افسر ٹہل رہے تھے۔ کپتان شش نے لیڈی صاحبہ کو بڑے تپاک سے ہاتھوں ہاتھ شہنشاہزادی کے پاس پہونچایا۔ کیونکہ کپتان شش خاص شہزادی کے مصاحبوں سے تھے۔ اور یہ دونوں (کرنل اور لیڈی صاحبہ) گویا شہنشاہزادی کے بلائے ہوئے تھے۔ ریل کی اتفاقی ملاقات

سے خاص شہنشاہی جشن میں شرکت کا وسیلہ مل گیا تھا ورنہ اس جشن میں ایسے دو اجنبی
مسافروں کا بلایا جانا ناممکن تھا۔ شاہنشاہزادی کو لیڈی کرنل نے کچھ ایسا شیشہ میں
اُتار لیا تھا۔ کہ اولاً پرائیوٹ محفل میں ان کو شرکت کا موقع دیا گیا۔ اس جلسہ
میں اُن کے ناچ سے شاہنشاہزادی ایسی محظوظ ہوئیں کہ شاہنشاہ سے تقریب
کی ادائی کے بلائے جانے پر اصرار ہوا۔ یہاں آنے کے بعد اولاً اُس کمرہ میں جہاں خاص
مہمانوں کی نشست مقرر تھی وہاں بٹھائی گئیں۔ نصف شب سے دو گھنٹہ قبل پولیس کے
افسر اعلےٰ مسٹر جان نے شاہنشاہی ہال کے محفوظ ہونے کا سارٹیفکٹ اپنا دستخطی
پیش گاہ شہنشاہی میں روانہ کیا۔ اس کے بعد شہنشاہ کی آمد آمد ہوئی۔ توپیں
چھوٹنے لگیں۔ شہنشاہ زادی کی آمد سے محفل پر وہ رعب چھا یا کہ ایک دوسرے سے
سرگوشی تک نہ کر سکتا تھا۔ نصف شب سے ایک گھنٹہ قبل بینڈ بجنے لگا۔ شہنشاہ
بنفس نفیس ہال میں داخل ہوئے۔ ناچنے والی لیڈیوں کا تعارف خاص طور سے
کیا گیا۔ اس کے بعد ناچ شروع ہوا۔ تین یا چار لیڈیوں کے بعد ان کی
باری تھی۔ کرنل صاحب جب کمر میں ہاتھ دے کر ہال میں لیجانے لگے اُس وقت
اُن کا ہاتھ لیڈی صاحبہ کے سینہ پر پڑا۔ کوئی چیز سخت گریبان کے نیچے چھپی
ہوئی معلوم ہوئی۔ کرنل صاحب فوراً سمجھ گئے ہوش اُڑ گئے۔ اوپر کی
سانس اوپر اور نیچے کی سانس نیچے رہ گئی۔ اب کیا کیا جائے۔ ان کا ناچ
شروع ہوا۔ ناچ کا ہر گو تھا سحر تھا۔ تمام محفل پر خاص اثر طاری
تھا۔ شاہنشاہ بہ نفس نفیس بہت ہی محظوظ ہوئے۔ ناچ کے پانچ دوران کے
لئے مقرر تھے۔ پانچویں دور کے بعد ان کو حضوری میں جانے کا شرف حاصل ہوتا
اور خاص سرفرازی ہوتی۔ پہلا دوسرا تیسرا دور خیریت سے گذرا۔ چوتھے
دور میں رستاد کے تیور شاہنشاہ پر اس طور سے پڑنے لگے جیسے کوئی شکاری
درندہ اپنے شکار کو جانستان حملے کے قبل دیکھتا ہے۔ کرنل صاحب کا مارے
خوف کے دم نکلا جاتا تھا۔ کوئی تدبیر بن نہ پڑتی تھی۔ بالآخر یہ خیال آیا کہ

رات کو وہ خواب آور دوا کی پڑیاں جو عطار سے لی تھیں اب بھی جیب میں پڑی ہوئی ہیں۔ کرنل صاحب نے جیب کے سے وہ پڑیاں نکالیں۔ اور اُس جام میں ڈالدیں جو ناچ کے ہر دور کے بعد ناچنے والی لیڈی کو دیا جاتا ہے۔ یہ جام اُس قتالہ نے غٹ غٹ کر کے آخری قطرہ تک پی لیا۔ اس کے چند منٹ کے بعد ناچ کی گت شروع کی تقریباً دو یا تین منٹ کے بعد دوا کا اثر ظاہر ہوا لیڈی صاحبہ لڑکھڑا گئیں۔ کرنل صاحب تو موقع کے منتظر تھے۔ فوراً بغلوں میں ہاتھ دے کے محفل کے باہر لے گئے۔ لوگ چونکتے اور پانچویں دور کے منتظر تھے سب مایوس ہو گئے شہنشاہ کو خود افسوس ہوا۔ ڈاکٹر کو حکم دیا گیا۔ فوراً ملاحظہ کرو۔ کرنل صاحب ڈرے کہیں ایسا نہ ہو جب ڈاکٹر صاحب طبی امتحان کے لیے لیڈی کو دیکھیں تو یہ راز کھل جائے۔ ڈاکٹر اور دوسرے حاضرین سے کہا

زیادہ تشویش کی ضرورت نہیں۔ بہر طور خیریت ہے۔ میں اُن کی عادت سے خوب واقف ہوں جب جوش میں آکے ناچتی ہیں۔ یہی حال ہو جاتا ہے۔ اب مناسب وقت یہی ہے کہ آرام کی رخصت مل جائے بقیہ رات سوتی رہیں گی۔ صبح کو جب آنکھ کھلیگی بالکل صحیح وسالم ہو جائیں گی۔

پیشگاہ شہنشاہی سے رخصت واپسی عطا ہوئی۔ کرنل صاحب موٹر میں ڈالکے ہوٹل میں آئے اور لیڈی صاحبہ کو خوابگاہ میں لٹا کے اپنے کمرہ میں چلے گئے

رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت

کرنل صاحب پر اس خونریز سازش کا ایسا اثر ہوا تھا کہ رات بھر نیند نہیں آئی۔ دل میں کہتے تھے کہ اس بلائے بد نے مجھے تو کہیں کا نہ رکھا تھا۔ ایک شہنشاہ کا خون کیا سہل ہے۔ اقبال جہانگیری نے بال بال بچا لیا۔ ورنہ خدا جانے کیا ہوتا! اور اس سے ہوتا ہی کیا اُن کی نسل میں اور بھی ایسے سانحے ہوئے پھر اس سلطنت میں کیا تغیر ہوا۔ احمد شاہ نہ سہی محمود شاہ سہی۔ اور جو دوسرا سخت ظالم اور بیداد گر ہو۔ پھر انھیں کو لوگ یاد کریں گے۔ اس دشمن آدم نرقہ

گذشتہ نتائج سے استفادہ کے لئے نتائج پیدا کرنے کی صلاحیت نہیں ہے۔ ان کو فقط آدم کشی سے لذت ملتی ہے اور فرمانرواؤں کے قتل کو اپنی سرخروئی سمجھتے ہیں۔

نیش عقرب نہ از پئے کین است
مقتضائے طبیعتش این است

باب ۹

دوسرے دن بہت دن چڑھے یہ فتنہ قیامت بیدار ہوئی۔ اور بیدار ہوتے ہی بیچارے کرنل پر برس پڑی۔ ریوالور کو کرنل نے رات ہی کے وقت خالی کر دیا تھا۔ ورنہ انھیں پر ہاتھ صاف کیا جاتا۔ لیڈی صاحبہ کا مارے غصہ کے وہ عالم تھا جیسے کسی خونخوار درندے کے منہ سے شکار چھن جاتا ہے۔ تو اسکو طیش ہوتا ہے۔ تیور یون پر کئی بل پڑے ہوئے تھے۔ آنکھوں میں خون اُترا آیا تھا۔ بہکا ہی چاہتا تھا۔ دانت پیس رہی تھی کرنل صاحب یہ تماشا دیکھ رہے تھے اور چپ تھے۔ وہ لڑائی کے لیے بہیڑ ڈھونڈھ رہی تھی۔ آخر نہ رہا گیا۔

لیڈی۔ یہ آپ کی کارستانی ہے۔

کرنل۔ (انجان بن کے پوچھا) کیون خیر تو ہے مجھ سے کیا ایسی تقصیر ہوئی جو آپ اس قدر برہم ہو رہی ہیں۔

کرنل کے اس تجاہل پر اس کو اور غصہ آگیا۔

لیڈی میری ساری محنت برباد کر دی۔

کرنل۔ واقعی تم کو عین وقت پر غش آگیا۔ ورنہ ناچ کے خاتمہ پر ضرور پیشگاہ شاہنشاہی سے بیش قرار انعام!!۔

اور بزدل افغان کیسا مین نے وہ کام کیا تھا کہ شرق سے غرب تک میرا سکہ بیٹھ جاتا۔

ہان کچھ عجب نہین کہ تم شاہنشاہ کی ملکہ ہوتین۔

لیڈی۔ اُس شہنشاہ کی ۔ ملکہ کو خدا موت دے مجکو بیکار چند راتے ہو (یہ سب تمہاری کارستانی ہے کیا بھولے بنتے ہو جیسے کچھ جانتے ہی نہین۔ عین وقت پر تم نے مجھکو دغا دی سخت ہو وا مین کیا مین نے چاہا تھا کہ ایک عالم کو اُس کے پنجۂ ظلم سے نجات دے رہتے کچھ وسلے پن سے بروقت مجھکو بیکار کر دیا۔ صرف چند منٹ اور باقی رہ گئے تھے کم بخت یہ کیا کیا۔

اب تو کرنل صاحب سنبھل بیٹھے ۔ ہان اب مین سمجھا تم ایک فرمانروا کی جان لینا چاہتی تھین مین نے اُس کو اور ساتھ تم کو دونون کو بچا لیا۔ تم مجھ پر الزام دھرتی ہو یہ کیا احسان فراموشی ہے۔

لیڈی۔ کیسا احسان اور کیسی میری ناچیز جان۔ مین تو ہتھیلی پر سر رکھکے آئی تھی۔ مجھے اپنی جان کا ایک ذرہ بھر اندیشہ نہین ہے

کرنل۔ آپ کو اپنی جان کا خیال ہو کہ نہ ہو مگر مین تو اہل وعیال رکھتا ہون ایک عمر فوجی خدمت کے بعد شہرت اور نیکنامی کے ساتھ وظیفہ اور جاگیر حاصل کی ہے۔ مجھ کو اپنی زندگی کا ایک ایک لمحہ عزیز ہے۔ مین کیون خون ناحق مین مبتلا ہوتا اور مفت اپنی جان گنواتا اپنی بیوی کو بیوہ اور اپنے بچون کو یتیم کر دیتا۔ آپ کی خوشی کے لیے خطا معاف یہ دیوانگی ہے۔ مین اس کا ہرگز ہرگز شریک نہین ہون

لیڈی۔ صاحب مجھے ذلیل کرنے مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا۔ جو جو جی مین آیا کہا۔ کرنل صاحب نے حقارت آمیز سکوت سے کام لیا۔

لیڈی نے کہا اب پولیس آگیا ہے اس موقع پر یہان سے نکل چلنا مصلحت ہے۔ غرض جلدی مین سامان سفر درست ہوا۔ ساڑھے گیارہ بجے یہ دونون گاڑی مین بیٹھ کے اسٹیشن پر روانہ ہوئے۔ اور بھی اکثر مسافر جانیوالے تھے۔ پیچھے جو مطلب ہونے لگے۔ ہر ایک پاسپورٹ دفتر مین داخل کیا جاتا

تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد پاسپورٹ بعد دستخط واپس آ گیا تھا۔ اس کا نمبر آخری تھا۔
سوا بارہ بجے گاڑی روانہ ہوتی تھی۔ بارہ بجے، پانچ منٹ اور گذر گئے اور پانچ
منٹ۔ پاسپورٹ واپس نہ آیا۔ گاڑی نے سیٹی دی۔ اُنھوں نے گھبرا کے دریافت
کیا معلوم ہوا کہ پاسپورٹ نمبر گیارہ روک لیا گیا ہے۔ کرنل صاحب کی پریشانی
بیان نہیں ہو سکتی۔ گاڑی پلیٹ فارم سے روانہ ہو گئی۔ یہ دیکھتے رہ گئے
آخر پھر سوار ہو کے ہوٹل کی جانب روانہ ہوئے۔ ہوٹل کے منیجر نے اب ان کو ہوٹل
میں اُتارنے سے انکار کیا جائے۔

آخر مجبور ہو کے مسٹر جان۔ کے دفتر سے ٹیلیفون ملایا۔ مسٹر جان نے ہوٹل
کے منیجر کو حکم دیا کہ کرنل صاحب کو مع لیڈی صاحبہ کے فوراً اُتار لیں۔ کرنل
صاحب ہوٹل میں اُترے۔ لیڈی صاحبہ چند منٹ کے بعد نظروں سے غائب ہو گئیں
اب کرنل صاحب تنہا ہیں اور ہوٹل کا کمرہ ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ پولیس کی نگرانی
ہے۔ ہوٹل کا کمرہ حوالات ہو گیا۔ اُس دن اور رات اور دوسرے دن دس بجے تک
یہ وقت انتہائی پریشانی میں گذرا۔ دوسرے دن دس بجے مسٹر جان۔ ہوٹل میں آئے
کرنل صاحب سے ملے اور بظاہر اُسی دوستانہ تپاک سے ملے جس طرح پہلے ملتے تھے
اور اپنے ہمراہ گاڑی پر بٹھا کے لے چلے۔ لیڈی صاحبہ کو پوچھا کہ وہ کہاں ہیں کرنل
صاحب نے کہا اسٹیشن سے آنے کے چند منٹ کے بعد سے میں نے اُن کو نہیں دیکھا ہے
پولیس کے پہرہ والوں سے دریافت کیا سب نے اپنی لاعلمی ظاہر کی۔

مسٹر جان۔ خیر کوئی مضائقہ نہیں کہاں جا سکتی ہیں۔ میں نے پہلے ہی سے
پورا انتظام کر لیا ہے۔ سختی کے ساتھ ناکہ بندی۔ چیونٹی بھی شہر کے
باہر نہیں جا سکتی۔

مسٹر جان نے کرنل صاحب کو ایک خاص کمرہ میں بٹھا دیا [illegible]
پولیس کے ایک افسر نے مسٹر جان کے کان میں چپکے سے کچھ کہا۔ مسٹر جان نے پولیس
افسر کو رخصت کیا۔ کرنل صاحب کو کرسی سے اُٹھا کر کمرے کے ایک گوشہ

مین سے گیٔے ۔ ایک چھوٹی سی کھڑکی سے باہر کی طرف جھانکنے کو کہا کرنل صاحب نے دیکھا کہ وہ کمرہ جو اُس کمرہ سے ملا ہوا ہے اُس مین اُن کی میم صاحبہ جن کو پیرس مین چھوڑ آئے تھے اکیلے مین اکیلی بیٹھی ہین ۔ کرنل صاحب اس منظر کو دیکھ کے بالکل گھبرا گیٔے ۔

مسٹر جان ۔ اس لیڈی کو آپ پہچانتے ہین ۔

کرنل ۔ ہان مین پہچانتا ہون اور قبر تک پہچاننے مین غلطی نہ کرونگا ۔

مسٹر جان ۔ یہ کون ہین ؟

کرنل ۔ میری بی بی ہین ۔

مسٹر جان ۔ اور وہ صاحبہ جو ابھی نصف ساعت پیشتر آپ کے ساتھ تھین ۔ وہ کون تھین ؟ ۔

کرنل ۔ وہ جو کوئی تھین اب یہ راز آپ پر کھل گیا ہے آپ خود ہی خوب جانتے ہین ۔

مسٹر جان ۔ آپ جانتے ہین کہ آپ کیسے سنگین جرم کے ملزم ہین ۔
آپ ایک اجنبی عورت کو اپنی جورو بناکے اپنے پاسپورٹ کی شرکت سے ممالک محروسہ روسیہ مین داخل ہوئے ۔ آپ نے خود حضور شاہنشاہ اور اراکین خاندان شاہی اور جلیل الشان افسران فوجی وملکی وپولیس (جن مین میرا ناچیز شمار بھی ہے) کو اور رعایا کو باور کرانے کے وجوہ پیدا کیٔے اور باور کرا دیا کہ وہ اجنبی عورت آپ کی قانونی اور شرعی جورو ہے جس عورت کو آپ اپنے ہمراہ لائے اور ممالک محروسہ کے حدود مین داخل کیا اور معزز خاندان بلکہ رفیع المنزلت شاہنشاہی خاندان مین شرکت کا موقع دیا جس کے خراب اور مہلک نتائج سے آپ بیخبر نہین ہو سکتے ۔

سب سے سنگین تر یہ نتیجہ تھا کہ خود ذات شاہنشاہی جس کے عاطفت مین کروڑہا پرورش پاتے ہین دورہ از حال خطرہ مین پڑی ۔ محض خدا کے فضل اور اقبال شاہنشاہی نے محفوظ رکھا ۔ ان کل نتائج کے آپ ذمہ دار ہین ۔ مین افسوس

کے ساتھ آپ کو ان جرائم کا ملزم ٹھہراتا ہون۔ اور اس اختیار کے واسطہ سے جو شاہنشاہ کیوان پناہ نے پولیس کو عطا فرمایا ہے۔ مین اس ناگوار فرض منصبی کے ادا کرنے پر مجبور ہوں اور آپ کو اپنی حراست مین لیتا ہون۔

کرنل صاحب نے حرفاً حرفاً جرم سے اقبال کیا۔

مسٹر جان۔ آپ کے مقدمہ کی سماعت فاضل ججون اور معزز جوری کے سپرد کی جائیگی آپ اپنی جانب سے گفتگو کرنے کے لیے کوئی معزز کونسلی کر سکتے ہین اور چونکہ مجھے آپ سے سابقہ دوستی ہے لہذا ایک فہرست کونسلیون کی مع ان کی صفات کے آپ کے ملاحظہ کے لیے پیش کر سکتا ہون۔ ان مین آپ کسی کو انتخاب کرلین

کرنل مسٹر جان مین اس شریفانہ سلوک کا شکریہ ادا کرتا ہون۔ اور از بسکہ آپ نے مجکو اپنے دوستون کے شمار مین جگہ دی ہے۔ اس لیے میرا بھی دوستانہ فرض ہے کہ مین اپنے دفاع کے لیے سشن کے روبرو جو تقریر کرنے پر مجبور ہون اُس سے آپ کو مطلع کر دون کیونکہ ممکن ہے کہ میری دفاعی تقریر سے آپ کی ذات والا کو نی الجملہ نقصان پہونچے۔

انسپکٹر جان کے کان کھڑے ہوئے کسی قدر گھبرا کے۔

مسٹر جان نہین آپ ضرور ارشاد کیجیے۔

کرنل صاحب سنبھل بیٹھے اور اس طرح تقریر کی۔

آپ نے جو الزام مجھ پر قائم کیے ہین وہ بالکل بجا و درست ہین لیکن میری دفاعی تقریر سے آپ کی تجربہ کاری پر حرف آتا ہے۔

آپ اثنائے سفر سے میرے ہمراہ ہوئے۔ آپ کو اس عورت کی تفتیش کا پورا موقعہ حاصل تھا۔ آپ نے ایک بار مجھ سے کہا ہے کہ مجکو اشتباہ ہوگیا تھا واقعی آپ نے اپنے کار منصبی مین سخت فرو گذاشت کی شاہنشاہ کے ہال مین داخل ہونے کے قبل جو سارٹیفکٹ حفاظت کا آپ نے دیا تھا وہ بالکل جھوٹا تھا آپنے اس عبارت پر بے سمجھے بوجھے اپنا دستخط ثبت کر دیا تھا۔

مجھے یقین کامل ہے کہ ہال میں کوئی مشتبہ سیرت کا مرد یا عورت داخل نہیں ہو سکا ہے خصوصاً ایسا شخص جس کو لاحکمی فرقہ سے کوئی تعلق ہو۔

بینک میں اپنی طبیعت کی کمزوری سے ایک خوبصورت بلا کے فریب میں آگیا مجھے اس کا گمان بھی نہ تھا کہ یہ عورت رفتہ رفتہ قصر شاہنشاہی تک رسائی پیدا کر لے گی۔ بے شک اس کے داخلہ کا بالواسطہ سبب میں ضرور ہوں۔ لیکن عین وقت پر میری ہشیاری اور کارگذاری سے شاہنشاہی ذات محفوظ رہی۔

اگر آپ اپنی غفلت کے لیئے میں سزا کا مستوجب ہوں تو اس حسب موقع کوشش اور کوشش کی کامیابی پر شاہنشاہی انعام کا بھی استحقاق رکھتا ہوں آپ کی غفلت اور سہل انگاری بالکل ظاہر ہے اور پھر کوئی ایسی قابل تعریف کارگذاری بھی نہیں کی جس سے بلا فی مافات ہو جاتی۔

اب آپ میرے اور اپنے حالات کا مقابلہ کر کے صحیح نتیجہ خود ہی نکال سکتے ہیں۔

بالآخر ایک التماس ہے کہ جب تک شدید ضرورت نہ ہو اس وقت تک میری بی بی پر ان واقعات کو ظاہر نہ ہونے دیں گے۔

مسٹر جان۔ آپ اطمینان رکھیئے میں نے اس کا پورا انتظام کر لیا ہے کہ آپ کی میم صاحبہ کو ان معاملات کی اطلاع نہ ہو۔

اس کے بعد مسٹر جان نے سر جھکا کے واقعات پر غور کرنا شروع کیا تھوڑی دیر کے بعد چونک کے کسی قدر مسکراتے ہوئے کہا۔

کرنل صاحب! اگر وہ آپ کی خود رو اب جز کمان۔

کرنل۔ ہوٹل کی واپسی کے وقت تک تو وہ میرے ساتھ تھیں۔ اب نہیں معلوم مجھے شبہ ہے کہ کپتان ش۔

مسٹر جان۔ نہیں نہیں۔ کرنل صاحب آپ کپتان ش۔ کی حضرات سے واقف نہیں وہ بڑے ساکھ کا جوان ہے اس نے پچھلی بحری جنگ میں بڑا کارنمایاں کیا ہے اس کے

وہ خاص تمغے اور ترقی کا مستحق ہے۔ کیا وہ اپنی زندگی اس خونی عورت کے لیئے برباد کر دیگا۔

کرنل ۔ میں بلا وجہ کسی شریف خصوصاً فوجی افسر پہ بدگمانی نہیں کرسکتا۔ مگر یہ عورت بھی تو بلاکی عورت ہے۔ اچھا میں ٹیلیفون سے دریافت کرتا ہوں۔

جنگی جہاز دو گھنٹہ ہوئے روانہ ہوا ہے۔

مسٹر جان ۔ غضب ہوا۔ اچھا میں روکے دیتا ہوں یہاں سے پچیس میل پر ایک آبنائے ہے وہاں تار دیتا ہوں۔

تار دیا گیا۔ جواب آگیا کہ جہاز آبنائے سے نکل گیا۔

مسٹر جان ۔ ستم ہو گیا۔ اچھا اس کے بعد دوسری چوکی جو سو میل کے فاصلہ پر ہے وہاں تار دیا۔

معلوم ہوا کہ ہمنا شون نے درمیانی تار توڑ دیا ہے مرمت سرگرمی سے جاری ہے۔

مسٹر جان ۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس حرافہ نے پہلے ہی سے کل بند وبست کر لیا تھا اب اس کا ہاتھ آنا دشوار ہے۔

اس کے بعد پولیس کی رپورٹ سے معلوم ہوا کہ قہوہ خانہ .... اسٹریٹ اور گورخوان مقبرہ شاہی جو پہلے ہی سے پولیس کی نگرانی میں تھے آج صبح سے غائب ہیں۔

مسٹر جان ۔ بڑی ہوشیاری سے احتیاط سے کل مدارج طے کر دیئے گئے تھے خوب خفیہ تدبیریں کی گئی ہیں۔

اس کے بعد معلوم ہوتا تھا کہ مسٹر جان پر غم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔ خودداری کرتے تھے مگر آنکھوں سے آنسو ٹپکے پڑتے تھے۔ کہتے تھے کہ اس کمبخت نے میری ساری محنت برباد کر دی۔ میری تمام اُمیدیں خاک میں ملا دیں۔

کرنل صاحب میرے لیئے یہی سزا کیا کم ہے کہ مجھ کو پوری زک ہوئی۔ آپ

محفوظ ہیں۔ بسم اللہ کیجیے۔ مع میم صاحبہ چار بجے کی گاڑی میں روانہ ہو جائیے۔

تمام شد

خاتمہ

دار السلطنت روسیہ کرنل صاحب کے قیام کا ایک ہفتہ کس تشویش اور پریشانی میں کٹا۔ اگرچہ ہر صبح و شام دعوتوں اور کھیل تماشوں میں گذرا۔ لیکن حقیقت گویا جان دی پر تھی سارے ہول کے نہ دن چین سے گذرنا تھا نہ رات کو نیند آتی تھی تا کہ نیند آنے کے لیے مارفیا (افیون کے ست) کی ضرورت ہوئی۔ وہ چھ پرانے جن میں سے دو کرنل صاحب نے خود کھائیں اور چار بڑے ہوں کے ذریعہ شاہنشاہ کی جان بچائی۔ ان چند رتیوں نے وہ کام کیا جو سنگین قلعوں اور مستحکم پولیس کے انتظام اور باقاعدہ باڈی گارڈ سے بھی نہ ہو سکا۔

یہ چند روزہ قیام کرنل کی سوانح عمری میں ایک قابل یادگار زمانہ تھا۔ اکثر کرنل صاحب کے ورد زبان یہ مصرعہ رہا کرتا تھا۔

رسیدہ بود بلائے و لے بخیر گذشت

اس ہولناک واقعہ کو گذرے ہوئے چھ برس گذر گئے۔ دنیا کے تمام واقعات کی طرح کرنل صاحب اس تشویش اور تردد کو بھول گئے۔ اگر کبھی یاد آجاتا تو ایک سنسنی سی بدن میں محسوس ہوتی اور چپکے سے ایک آہ منہ سے نکل جاتی۔ ایک دن کا واقعہ ہے کرنل صاحب مع اپنی اصلی میم صاحبہ کے ایک تھیٹر میں بیٹھے ہیں دفعۃً دور سے ایک بینوکولر (دو چشمی دوربین) کا رخ ان کو اپنی طرف نظر آیا۔ جیسے کوئی ان کو دیکھ رہا ہے۔ انھوں نے پھر میم صاحبہ کی آنکھ بچا کے دوربین دیکھا تو دیکھتے ہیں کہ وہ قتال عالم ان کو دیکھ رہی ہے۔ آخر میم صاحبہ سے چند منٹ کی معافی طلب کر کے اس مفسدہ پرداز کے پاس جانا پڑا۔ نہیں معلوم اب کونسی کشش تھی جو کرنل صاحب کو اس طرف کھینچے لئے جاتی تھی۔ اس کی تشریح دشوار ہے۔

عشق محبت نفرت کراہت دوستی دشمنی یہ سب خاص وقت اور مقام کے قیود سے آزاد نہیں۔ جس طرح ارضی مادیات تین امتداد زمانہ کی وجہ سے حالات بدل جاتے ہیں عالم رنگ میں انقلابات واقع ہوتے ہیں ٹھیک اسی طرح ذہنی کائنات میں بھی تغیرات کا حدوث دوستی اور دشمنی اغراض کی تابع ہے۔ جب وہ اغراض نابود ہو جاتے ہیں۔ دوستی رہتی ہے نہ دشمنی۔ جلد یہ دلچسپیوں کا دور ختم ہوتا ہے۔ اگلی مصیبتوں کی الم افزا یاد دل سے محو ہو جاتی ہے۔ تلافیات خاص کا عنوان اگلے ذوق و شوق کا مرقع اُس بے اطمینانی اور تشویش کے عالم کا اس عافیت اور امن کے ساتھ تقابل مسرت سے خالی نہیں۔

بڑے تپاک سے ہاتھ ملے۔ دیر تک پرسش احوال ہوتی رہی اُس شوخ طبیعت کا یہ فقرہ کہیے کرنل صاحب آپ کی میم صاحبہ تو بخیریت ہیں! کرنل صاحب کے دل میں نوک نشتر کا کام کر گیا۔ پھر یہ کہنا۔ اُمید ہے کہ آپ کے گوشۂ خاطر میں کہیں نہ کہیں میری جگہ بھی ضرور ہوگی۔ یہ تو ممکن نہیں کہ آپ مجھے بھول جائیں۔

کرنل صاحب۔ آپ کا بھول جانا غیر ممکن ہے۔

اس جملہ میں جو طنز کا پہلو تھا اُسے بھانپ کے کس فیامت کا جواب دیا ہے۔

لیڈی۔ بے شک میرا بھول جانا غیر ممکن ہے۔ لیکن یاد کرنا بھی بے سود ہے۔

کرنل۔ آپ کی یاد بے سود نہیں ہے۔ بلکہ میری حیات کی نہایت مفید یادداشتوں میں سے ہے۔

لیڈی۔ رنجیا کا نہ انداز سے میں آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں اور تکلیف دہی کی معافی چاہتی ہوں۔

کرنل۔ شکوہ شکایت کا یہ محل نہیں ہے۔
لیڈی۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ آپ اپنی باضابطہ جدرد کو کبھی فراموش نہ کریں گے۔

ابھی یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوئے تھے کہ ایک اور ہاتھ مصافحہ کے لئے بڑھا۔ اور یہ کہہ کے مسٹر جان نے دونوں سے اپنا تعارف کیا۔

ہاں ہاں مجھے امید ہے کہ کرنل صاحب اپنی جدرد کو کبھی نہ بھولیں گے اس پر تینوں بات کرنے والے قہقہہ مار کے ہنسے اور چند منٹ تک ایک دوسرے کی احوال پرسی کرتے رہے۔ اور آخر کار خدا حافظ کہہ کہہ کے ایک دوسرے سے رخصت ہوا۔

فہرست کتب

صدیق بک ڈپو لکھنؤ

(ناول) پختہ کتب

عروسِ مصر۔ تیسری صدی ہجری کے مصری اسلامی واقعات، دلگداز مناظر، مذاقِ سلیم اُردو کی محلاتی زبان، تیکیون کا طرزِ معاشرت، اسلام کا انصاف ہے۔ قیمت عار رعایتی عمر

امیر المومنین عبدالرحمٰن ناصر اور اُن کے بیٹوں کی معرکہ آرائیاں، دلکش واقعوں کا مرقع، محبت کا دلگداز اور عجیب فسانہ ہے۔ قیمت عار رعایتی عمر

امین بک۔ خدیو مصر محمد علی پاشا کے عہد حکومت کے پُر اسرار واقعات، مصر و شام کے حیرت انگیز حالات اور سیاسی انقلاب بڑی خوش اسلوبی سے بیان ہوئے ہیں اسے پڑھ کر یورپین ڈپلومیسی کا بھانڈا پھوٹ جاتا ہے۔ مغربی کے پیچ در پیچ ساز باز کا تار و پود بکھر جاتا ہے اسلامی سیاست سے دلچسپی رکھنے والے ضرور دیکھیں ناول کے پیرایہ میں تاریخی حقیقت کو نمایاں کیا ہے قیمت عمر رعایتی عہ

حجاج بن یوسف۔ جرجی زیدان ایڈیٹر الہلال مصر کے ایک معرکۃ الآرا ناول کا ترجمہ جس میں خلیفہ عبدالملک کی پالیسی، حجاج بن یوسف کے مظالم، حجاج اور عبداللہ بن زبیر کا معرکہ، کعبہ کا محاصرہ، عبداللہ بن زبیر کی شہادت، خلافت کے مدعی اور ان کے حامی، حسن نامی ایک نوجوان کا عرب کی ایک مشہور لڑکی پر عاشق ہونا یہ واقعات دلکش انداز اور سلیس عبارت میں بیان کئے گئے اس کتاب کے دیکھنے سے اس زمانہ کے طریق جنگ، رسم و رواج پر کافی روشنی پڑتی ہے ترجمہ کی خوبی کے لئے

ادبی کتابیں

مکمل شرح دیوان غالب از منشی عبدالباری صاحب آسی سکریٹری انجمن خاصان ادب لکھنؤ۔ اس سے بڑی اس سے زیادہ مفصل اس سے زیادہ مفید شرح نظر سے نہ گذری ہوگی یہ شرح آپ کو دیگر تمام شرحوں سے مستغنی کر دیگی جہاں ضرورت سمجھی گئی ہے شارح نے مولانا حسرت موہانی اور طباطبائی کے الفاظ بھی نقل کر دیے ہیں اس میں غالب کے ہر مصرعہ الا اشعر کا دلنشین مطلب لکھا گیا ہے اور اکثر جگہ غالب ہی کے دوسرے اشعار کا حوالہ دیکر مطلب کو مستند کر دیا ہے مخصوص مطالب اور مخصوص بحروں میں جو اشعار ہیں اُن کے مقابلہ میں بالالتزام دیگر اساتذہ ماضی و حال کے کلام کو رکھ کر موازنہ کیا ہے جس سے شعرائے اردو کی صف میں غالب کا درجہ معلوم ہوتا ہے۔ شارح نے شرح کو شرح کی حد تک محدود نہیں رکھا ہے بلکہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ایک بڑے صناع کا خاکہ کھینچا ہے یا یوں سمجھئے کہ ایک بڑے ادبی اکھاڑے کا منظر دکھایا ہے جس میں غالب کے اردگرد دوسرے شعرا بھی زور آزمائی کرتے ہیں قصہ طلب اشعار کے متعلق تمام واقعات جمع کر دیئے ہیں۔ غالب کی زندگی کا پورا نقشہ سامنے آجاتا ہے قیمت سے

بزم خیال جس میں شعرائے اردو و فارسی کی مجالس کے لطائف و ظرائف کو ترتیب دیا گیا ہے برجستہ گوئی اور حاضر جوابی کے بہترین نمونے دکھائے گئے ہیں۔ فارسی اردو کے اُن منتخب اشعار کو لیکر جن کا کسی لطیفہ یا دلچسپ قصہ سے تعلق ہے اس کی مفصل کیفیت بیان کی ہے خوش مذاق حضرات کیلئے تفریح طبع کا بہترین سامان ہے اس کے ساتھ ادبی و تاریخی ضیافت ہم خرما و ہم ثواب کا مصداق ہے جدید خوبصورت ایڈیشن ترمیم و اضافہ شدہ طباعت اور صحت کا خاص اہتمام قیمت ۱۲

مشاطۂ سخن اپنی نوعیت کے لحاظ سے دنیائے ادب میں پہلی کتاب ہے جس میں مسلم الثبوت اور ماہرین فن اساتذہ کی وہ اصلاحیں جمع کی گئی ہیں جو انھوں نے اپنے شاگردوں رشیدوں کو دیں اور جن کی بدولت وہ لوگ شاعری کی دنیا میں آفتاب و مہتاب بنکر چمکے انتخاب میں

صرف انھین اکمانون کو لیا ہے جن کا صرف وہی قابل تسلیم ہے اور جن کو اردو نہ مانتی ہے جناب ناسخ، آتش، امیر، ذوق، غالب، مومن، منیر، تسلیم دہلوی، انیس، دبیر، امیر، آتش، تسلیم، جلال ایسی ہستیان ہین کہ جن کی اصلاحات قابل توجہ ہین شاعرانہ مذاق رکھنے والے حضرات کے لیے نایاب تحفہ ہی اصلاحات پر غائر نظر ڈال کر ایک ہونہار شاگرد بیٹھے بیٹھے استاد بن سکتا ہے طباعت اور صحت کا خاص اہتمام قیمت عہ

انشائے نسوان - عورتون اور لڑکیون کو خط و کتابت سکھانے والی کتاب جسمین شروع سے آخر تک اخلاقی تعلیم کو مدنظر رکھا ہے - صرف ایسے خطوط اس مین دیے گئے ہین کہ جن کو پڑھ کر خطوط نویسی کا سلیقہ آئے اور ساتھ ہی ساتھ اخلاقی باتین لوح دل پر نقش ہوتی جائین خطوط کے جوابات بھی ساتھ ہی ساتھ شامل ہین تاکہ بچیون کو خطوط کا جواب لکھنا بھی آجائے قیمت ۱ر

مضمون نگار مضمون لکھنے کے لیے کون موٹی موٹی باتین ذہن مین پہلے رکھنی چاہیے اور مضمون کے کتنے حصے کرنا چاہیے - کہ عمدہ مضمون لکھا جا سکے - ان سب باتون کو اس مختصر رسالہ مین بیان کیا ہی - قیمت ۲ر

تقاریر محمد علی - ہندوستان کے مشہور مقرر اور مسلم لیڈر مولانا محمد علی صاحب کی بہترین تقریرون کا مجموعہ جن کو پڑھ کر سیکڑون آدمی بولنا سیکھ گئے اور معلومات مین قابل قدر اضافہ ہو گیا جو لوگ بہترین تحریر و تقریر سیکھنا چاہتے ہین ان کے پڑھنے کی چیز ہے قیمت ۸ر

خوبی سخن محقق کامل الفن مولانا مہدی صاحب کمال کا نایاب مجموعہ کلام جو لکھنؤ کی مستند زبان کا بہترین نمونہ ہی - کلام مین شوخی اور برجستہ گوئی پائی جاتی ہے - رفعت خیال اور بندش ہر طرح قابل داد ہے - قیمت ۸ر

مکاتیب محسن الملک نواب محسن الملک اور نواب وقار الملک کے ادبی اور تاریخی خطوط جن سے ہندوستان کے اہم مسئلہ پر روشنی پڑتی ہے نواب محسن الملک کے صاحب کمال ہونے مین کسی کو کلام نہین ان کے قلم کا جواب نہین ہے - کتاب ... لائق ہے ... فراموش نہ ہون طباعت نفیس قیمت عہ -

انوکھا فقیر

ایک یورپین فقیر کی عجیب وغریب داستان

جاسوسی کا خاتمہ سراغرسانی کا بے نظیر افسانہ

جسے پڑھ کر آپ یقیناً دنگ

ہو جائینگے انوکھے

فقیر کی بے نظیر شاطرانہ عیاریاں یکایک غائب

ہونا اور پھر نئے انداز سے ظاہر ہونا۔

مترجمہ

سید عبدالرب صاحب

مطبوعہ انڈین پریس لکھنؤ

پبلشر ناظر بک ایجنسی لکھنؤ

قیمت ۴